

روادادت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم



سید محمد سلطان شاہ

(ام اے علوم اسلامیہ اردو)

دُنپِ پیشہ ز لامو

58697

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب : یوم ولادت مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف : سید محمد سلطان شاہ (ایم۔ ۴۶)

اشاعت اول : ربیع الاول ۱۳۹۷ھ / اکتوبر ۱۹۸۹ء

قیمت : پیسیس روپے صرف

ناشر : دُنیا پرنسپلز - لاہور

کتابت محمد افضل مخدوم

پروفیٹ رینگ سید محمد مردان شاہ

ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلیکیشنز، دانائیج بخش روڈ۔ لاہور ۲
- اکرم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔



انتساب

میں انتسابِ خشوی و خشنوی کے ساتھ یہ ممتاز اپنے آنے والے جنپورسیدہ العین
رحمۃ نالعائیں، خاتم النبیوں، محمد مجتبی، محمد نصیطؑ علیہ التحیرۃ والشمار کی برکات تقدیس ہے
پیش کرتے ہوئے سرکارِ مصلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے معنوں کرنے کی سعادت حاصل
کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زبے عرب و شرف

محمد سعد بن شاہ



قارئین سے التماس

 قارئین سے التماس ہے کہ میرے والدِ محترم مرحوم پیرستہ حافظ احمد شاہ پشتی سیاولی
 رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کے لئے دُعا فرمائیں جن کی دعاؤں سے یہ خاکسار اسی قابل ہوا۔

فہرست

۸	پیش لفظ - حکیم محمد مسی امر تسری
۱۰	تقریبی - راجا شید محمود
۷	عزم ناشر - گل محمد فضنی
۱۲	حروف اول
۱۳	ظهور قدسی
۱۵	ولادت با سعادت کادن
۱۶	ولادت کا سال
۱۹	ماہ ولادت رسول خدا ^۲
۲۱	تاریخ ولادت مصطفیٰ ام
۲۲	دوم ربیع الاول
۲۳	پنجم ربیع الاول
۲۴	ہشتم ربیع الاول
۲۵	نهم ربیع الاول
۲۶	دهم ربیع الاول
۲۷	دوازدهم ربیع الاول
۲۸	حضرت جابرؓ اور ابن عباسؓ کا قول
۲۹	محمد بن اسحاقؓ کا قول
۳۰	ابن بشامؓ کا قول
"	ابن کثیرؓ کا قول
۳۲	علامہ ابن حوزہؓ کا قول
۳۴	مصری سیرت نگاروں کے نزدیک تاریخ ولادت
۳۵	انڈونیشیا کے سرکار کی رائے

۶۸	بر تصیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت
۶۹	اعلیٰ حضرت احمد رضا خان اور تاریخ ولادت کا مسئلہ
۷۰	انگریزی کتب سیرت اور تاریخ ولادت
۷۱	غیر مسلم سیرت زگاروں کے نزدیک پیغمبر اسلام ﷺ کی تاریخ ولادت
۷۲	عید میلاد النبیؐ بارہ ربیع الاول کو منائی جاتی ہے
۷۳	مکہ معظمه میں عید میلاد النبیؐ
۷۴	شیعہ عبد الحق محدث دہلویؐ
۷۵	شیخ قطب الدین الحنفی
۷۶	جمال الدین محمد بن جبار اللہ بن طبیرؑ
۷۷	مکہ معظمه کی تقریب میلاد
۷۸	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؐ کا مشاہدہ
۷۹	مدینہ طیبہ میں عید میلاد النبیؐ
۸۰	مصر میں میلاد النبیؐ
۸۱	آنحضرتؐ کی ولادت اور اہل شیعہ کا عقیدہ
۸۲	محمود پاش فلکی کا بن تھا ؟
۸۳	ہجرت سے قبل کے تقویمی حسابات ناممکن ہیں
۸۴	بات کس کی ہانیں ؟
۸۵	ولادت کا موسم
۸۶	حاصل بحث
۸۷	بہندہ و جوشنی کا چلنیخ اور اس کا جواب
۸۸	زاپکھہ اقدس
۸۹	بارہ ربیع الاول اور شعرے کام
۹۰	ہزار عبید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ۔
۹۱	پیارے نبی صل علی پیدا ہوئے
۹۲	میلاد کی شرعی یہیثیت

عرض نامہ

وہ ساعت کس قدر سعید اور مبارک تھی جس میں ساری کائنات کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم س دنیا میں تشریف لائے، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پکے کو بڑھے میں دعائے خلیل اور نوید بیما اپنے حسین ترین اور اکمل ترین پیکر میں موجود تھی۔ قدیموں کا جھرمٹ ان کے حضور درود وسلام کے گھرے پیش کر رہا تھا مقدس و مطہر خواتین خدمتیکلیئے حاضر تھیں۔ ۱۲ ربیع الاول کا یہ دن اور وہ ساعت صحیح صادق کی ساعت ہمایلوں تھی جنہیں آج تک سرورِ کائنات انحضر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سعادتِ ابدی حاصل ہو گئی۔ امتِ مسلمہ خوبیدہ سوال سے اس روزِ سعید کو آپ کا یوم ولادت بڑے جوش و خروش سے مناکر شوکتِ اسلام "کا منظاہرہ اور اعلان کرتی ہے۔

آپ کے یوم پیدائش کے بارے میں کبھی بھی کوئی اختلاف یا ابہام نہ نہیں ہے۔ قسمتی سے بضیغیر میں پہلی بار سیرت البغی کے متواتر علماء بنی عمان نے محمود پاش فہمی کے حوالہ سے ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۹ ربیع الاول کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت بتاتے ہیں۔ مدد شبل کی بعض علقوں میں عدمِ شبلِ نہمان کی تحقیقات کو آنکھیں بند کر کے قبول کرنے کا بتن موجود ہے اس لیے جتنی میلاد صحفے سے اختلاف کھنے والوں نے مدد شبل کی سننی تحقیق و ترجیح کو مذکور قبول کر لیا۔ بلکہ جتنی میلاد کے خلاف آپ نے دائم میں اسے غور دیاں نہیاں دیاں پیش کرنا شرعاً کوئی اس پر نہ درست اس امر کی تھی۔ کوئی صاحبِ تدبیت تحقیق و ترجیح کے بخوبی میں غوہ نہیں کرتے۔ عدمِ شبل کے دائم کا جائزہ لے دیتا ہے کو منظرِ عالم پرستے ہیں۔

نوجوان حسن سید محمد علیان شاد بحق تبریز ہیں کہ ہم نے اس موضع پر یہ تصور کیا۔ اور کسی اسی یہ ہے کہ ہم کا حق ادا کر دیا ہے۔

وہ پیغمبرزادہ مس پر بجا ہو پر فخر کر سکتا ہے کہ وہ پنچ شصت سالہ کا آنے والی اس مبارک کتب کی شاعت کے اگر رہا ہے آپ ہماری سکھ و دشادیسا پایا ہوئی رئے فوراً دیکھئے گا تاکہ اس سفیہ میں آپ پر خلاص تعاون بھائے شامل ہاں ہے۔
خاص
گورنمنٹ فلسفیٹ یونیورسٹی ہر قسم پروفیسیونل

پہلی لفڑی⁸

محقق عصر حکیم الحست محمد موسی امیرسرا مظلوم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى أَفْضَالِهِ ثُمَّ الصَّلٰوٰةُ عَلٰى النَّبِيِّ وَآلِهِ

یہ ایک مسلم امر ہے کہ مسلمانوں عالم شروع ہی سے متفقة طور پر یوم ولادت مصطفیٰ علیہ التحیرۃ والثناۃ ۱۴ ربیع الاول کو مناتے جائے آرہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو منایت ترک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو جگازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ ایامِ حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جا سکتا ہے۔
اہلیانِ مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد نشریفت کی مخالف منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیاد و تشریز نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا لکھ یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یوم ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض موئخین نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں پہ اُن کے سہو یا کمزور روایات پر اختصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں ایسی "باتیں یا روایتیں" بیشمار ملتی ہیں۔ لیکن بولوگ "میلاد نبی" مناتے کے مخالف ہیں، انہوں نے موئخین کے اسے سو یا تاسیح سے نامدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علم بخوبی دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ سیرت کی اولیں کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔

درحقیقت مخالفین کو اس مقصد تقریب کا اہتمام ایک سچنگھمنیں بجا تا اس لئے وہ عوامِ انسان کے دلوں میں یوم ولادت سے منعطف شک و شبہ پیدا کر کے انہیں میدادمنانے سے روک دیتا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ جبارت مسلمانوں کے اپنے پروٹاکہ اور ان کی یہ ندیم سعی مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا ایک نیا باب واکرنے کے متزادف ہے۔
الحمد لله کہ محترم سید محمد سلطان شاہ ایم اے زید علیہ پیش نظر کی تحقیقی کاوش نے ان لوگوں کی بذمیتی یا غلط فہمی پر محوال کو ششوں کا مکمل طور پر سنبھاپ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور کامرانیوں سے سرفراز فرمائے۔

آئینِ قرآن میں بحربتِ ظاہر و بین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِرَأْكَتُوبَهُ ۖ ۹۷۴

مِنْ مَقْرَبَةِ

راجا شید محمود۔ ایڈیٹر ماہنامہ نعت "لاہور

تلاش حق مطلع نظر ہو تو تفکر و تدبیر فکر و دانش کے کینوں پر امتیازی خطوط لکھنے پر دیتا ہے۔ ایسا ہو تو زبان و قلم سے افکار و نتائج کی گمراہی و گیرائی ظاہر ہوتی ہے اور بحث تحقیق میں شناوری کے ذریعے جو یک رئے حق تھیں گمراہیوں سے علم کے ایسے لوئے لا لانکاں لاتا ہے جن کی چکا چوند سے لوگوں کی آنکھیں چند چھپا جاتی ہیں۔

جب تجوئے حق میں سید محمد سلطان شاہ نے اخلاص نیت اور اخلاص عمل کا سہارا لیا ہے۔ آج جبکہ جلب منفعت کے باعث فضائے علم پر گمراہ کر رکھا ہے، وہ علم اور عمل کے پیڑوں کو برابر رکھتے ہیں۔ ان کا قلم آشوب وقت سے محفوظ دکھانی دیتا ہے۔

دول کے کوہ ساروں سے محبت و عقیدت کے سوتے اُس وقت پھوٹتے ہیں جب وہ موسم کی طرح نرم ہو جائیں۔ اور مجھے علم ہے کہ سید محمد سلطان شاہ کا دل آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے ہے، موسم سے زیادہ نرم ہے۔ میرے آقا و مولا علیہ التحیۃ والنشار کا یہ نواسہ اپنے نما جان کے ذکر پر، بھیگ جاتا ہے۔

حضرت مسروہ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے یوم ولادت کی تحقیق میں میرے محترم رفیق نے جو کاؤش کی ہے، اس میں تفہیق کی چیز، محبت کی دمک اور عقیدت کی رووح پر درود سنی کے ساتھ ساتھ وقت نظر کا گراہم ہے۔ رووح کی گمراہیوں تک اُزی ہوتی عقیدت کی روشنیاں ہی تخلی ادب کو قوت نوبتی ہیں۔ یفضل صحاب اخلاص سے سیراب ہوتی ہے۔ ریاضت اور تفکر کی تمازن سے پروان پڑھاتی ہے۔ اور جذبوں کا سورج اس فضل کو نیار کرتا ہے۔

سید محمد سلطان شاہ کی یہ کتاب عقیدت، اخلاص، ریاضت، تفکر اور جذبہ کے جمیں امتزاج کے جلو میں تحقیق و تدقیق اور ثروتِ نگاہی کے شکر لے کر پہنچی ہے۔ اسے صداقت کی تعلیط کرنے کی کوشش شکست سے دوچار ہو گی اور فتحِ حق کی ہو گی۔ مصنف کی اس کاوش نے احراق اور ابطال باطل کے جھنڈے گاڑ دتے ہیں۔ اللہ کریم ان کے طفیل ہمیں بھی قیامت کے دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رحیب کرے۔ آئین :

رَاجِرْ شَيْدِ مُحَمَّدْ وَ إِيَّهُ طَرِّ ما هِنَامَةٌ نُفَتْ لَا هُوَ

حروفِ اول

خَمْدُكَ وَنُصَلِّي وَسُلِّمْ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝

آما بعد۔ جس ہستی سے انسان کو محبت ہوتی ہے اس کا ذکر کر کے دل کو نمرود ملتا ہے۔ ذہن کو سکون پہنچاتا ہے۔ اس ہستی کا ذکر شعوری اور لاشعوری طور پر کرنے سے قلب کو طمانیت ملتی ہے۔ اسی طرح ایک غلام اپنے مریان اور مشق آقا کے گیت گاتا ہے اور گاتا ہی رہتا ہے۔ اور جس کا آقا اپنے غلام کی ان گنت کوتا ہیوں کو دیکھ کر بھی نظر کرم سے محروم نہ کرے وہ اپنی ہستی کو پنے آقا کے قدموں پر کیوں نہ پچھا ور کرے۔ وہ اپنے آقا کے حضور جبین نیاز کیوں نہ ختم کرے۔ اسی جذبے نے مجدد سے "یوم ولادت مصطفیٰ" لکھوائی۔ یہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان گنت عنایات کا بدلہ تو نہیں۔ جبلا بندہ پنے مولا کا حق ادا کر سکتا ہے ہے کیا محبت اپنے محبوب کے دیدار کی قیمت ادا کر سکتے ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر اس نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے محبوب ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کی دولت دنیا و مافہا کی کل نعمتوں سے بہتر ہے۔ ان کے در کی گدائی جہاں کے باوشاہی سے افضل ہے۔ ان کا شرکرہ ارض کے تمام شہروں سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ عشق کی محبت کام رجح ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سیاہ کار کو اس در کی حاضری سے مشرف فرمائے آمین :

مجھے اپنی کم علمی کا شدید احساس ہے۔ یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم ہے۔ ورنہ مجھہ جیسا ہی چمیر زدہ چمیدا شخص یہ نہ کر سکتا۔ میں نے محمد و دوسرے کے باوجود بدی کوشش کی کہ اس موضوع پر صحابہ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور موڑھین کے تمام اقوال کو لیکا کر سکوں۔ شاید کسی قاری کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ اس موضوع پر کتاب لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان سے عرض ہے کہ اگر ہمیں حضور سید لاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کی صحیح تاریخ ہی معلوم نہ ہو تو پھر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہو جاتا ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ ہے۔ میں ان تمام احباب کا ترددل سے احسان منہ ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں میری اعانت فرمائی۔ خاص طور پر رادرڈی احتشام راجہ رشید محمود صاحب اپنے میر ماہنامہ "نعت" کا جہنوں نے مجھے لکھنے کی طرف راغب کیا۔ اپنے ذخیرہ کتب سے استفادہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے اپنے تمیتی مشوروں سے مستفید فرماتے رہے۔ میں محقق عصر،

حیکم اہل سنت محمد موسیٰ امرتسری کا ازحد ممنون ہوں جہنوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ جناب محمد محبوب اللہی صاحب الجنیزہ نے چند نایاب رسائل مہیل کئے۔ اُن کا بھی ازحد ممنون ہوں۔ جناب محمد عالم مختار حق نے اپنے ذخیرہ کتب سے استفادہ کرنے کا موقع دیا اُن کا بھی شکر گزار ہوں۔ برادر مقدم حاجی سید محمد شاہ صاحب مجھے اپنے قمیتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو اجمع عظیم عطا فرمے اور اس پر تقدیر کی کوشش کو قبول فرمئے۔

آئین :

سگ در بارِ مصطفیٰ

محمد سلطان شاہ عفی عن

۲، جنوری ۱۹۸۴ء بروز جمعۃ المبارک

ظہور قدسی

عالم انسانیت کے فلک پر کفر و نظمت کے بادل چھالا پکتے تھے۔ جمادت و گمراہی کا دور دوڑ
تھا۔ می خواری عام تھی۔ اہل عرب قمار بازی کے خوگریں چکتے تھے۔ فحاشی و غریانی انہا کو پیغام
چکی تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے جنگ آزماتھا۔ ہر علاقہ دوسرے علاقے سے بربریکار
تھا۔ بات بات پر تواریں نیاموں سے باہر نکل آتیں۔ ایک بار جنگ کی آگ سنگ پڑتی
تو صدیوں نماں اُس کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ غیرت انسانی مردہ ہو چکی تھی۔ کسی کی جان و
مال اور عرضت و آبر و محفوظ نہ تھی۔ دختر کشی کی بہیمانہ رسم جاری تھی۔ اشرف المخلوقات نے
متاع ہوش یوں کٹا دی تھی کہ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے سنگ و گل کے بتوں کو اپنا معبود
تلیم کر لیا تھا۔ مسجد ملائکہ ساجد اصنام بن چکا تھا۔ بُت پرستی کا یہ عالم تھا کہ ہر گھر بُت خانہ
تھا، یہاں تک کہ خانہ کعبہ جو سر حشرہ توجیہ اور بیع ہدایت تھا، اب شرک کا محور بن چکا
تھا۔

— آخر عرب کے اُبڑے چمن میں بسارتی۔ ابراہیمی گلشن میں شجر قریش کی
شاخ ہاشمی پر ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوبیوں سے دنیا کا ہر کو شہ ممعطر ہو گیا۔ مد میں ایسا
آفتاب رسالت طوع ہوا جس کے نور سے سارا عالم جگتا اٹھا۔ وہ بحمدہ دعا ہدایت درخشاں ہوا
جسے دیکھ کر دشتِ ضلالت میں گم گشته کائنات کو راہِ منزل کا رُماغ مل گیا۔ اور وہ ماہِ نبوت
ضوفشاں ہوا جس کی چاندنی نے بنی نوع انسان کی آنکھوں سے دلوں تک کوٹھنڈک اور
راحت بخنتی۔ حضرت عبد اللہؓ کے گھر سیدہ آمنہؓ کے بطن اطہر سے ۱۲ ربیع الاول کو اُس سنتی
کی ولادت با سعادت ہوئی جو خلاصہ کائنات اور دیباختہ کائنات ہے۔ (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) پھر کیا ہوا کفر و ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھپٹ گئیں۔ ابر کرم خوب برسانشک
اوہ بے آب و گیاہ زمین سر بز و شاداب ہو گئی۔ سوچ کے درختوں کی پڑ مردہ شاخیں ہری ہو
گئیں اور ساکنان بٹھا جو اس سے پہلے خشک سالی کی وجہے بدحال تھے، اس سال کی
برکت سے خوشحال ہو گئے۔ دھرتی اپنے مقدر پر ناز کرنے لگی کہ مجھ پر سائر عرش تشریف لائے۔
اسمان نے حضرت بھری نگاہوں سے زمین کی طرف دیکھا اور اُس کے فصیب پر شک کرنے

دگا کہ محبوب خالق نے وہاں زوال اجلال فرمایا۔ سرکار کی آمد سے غلامی کی زنجیریں لوٹ کیں۔ زنگ دنسل کے بہت منز کے بیل گر کر پاش پاش ہو گئے۔ شہنشاہ فارس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے، آتشکده فارس سرد ہو گیا۔ اور بحیرہ طبلہ یہ یکاک خشک ہو گیا۔ شیعین کے تحت اٹ گئے، باصر کعبہ پر بزرہ حج نصب ہوا۔ سارا عالم نور سے سبھور ہوا۔ بہ عالم کی بہرِ مخلوق درودِ سلام کے ترانے کانے لگی۔ احمدت کے نعمے اور مدحت کے ترانے بنند ہوئے۔ قدسیان عاش کی زبان پر نعمہ تقدیس جباری ہو گیا کہ آج والی کون و مرکاں تشریف لائے ہیں۔ جس یوم سعید کو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی عیسیٰ مجتبیہ ولہنہ سس دنیا میں تشریفیت لائے، اس مبارک دن کے بارے میں موافقین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف دن کا ہی نہیں بلکہ میئے اور سال کا بھی ہے۔

ولادت باسعادت کا دن

اس بات پر تمام مورخین متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دو شنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔ وہ اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے۔ حضرت ابو قتاد رضی اللہ عنہ اسی دن میں اپنے ایک عورت سے روایت کیے ہیں۔

اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَصْنَىٰ مِنْ يَوْمِ الْاَثْنَيْنِ فَقَالَ ذَلِكَ يَوْمُ
وُلْدَةِ فَيْهِ وَأَنْزَلَتْ عَلَىَ فِيهِ النَّبُوَةُ .

”حصنو پاک عصی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو حصنوؓ نے ذمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن بھر پر وحی کی ابتداء ہوئی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتحارے ہی دو شنبہ کو پیدا ہوئے، دو شنبہ ہی کو ان کی بعثت ہوئی۔ اسی دن جبرت کی اور دو شنبہ ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

حضرت عبد اللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ حصنوؓ کی ولادت بست

یوم دو شنبہ کی صبح صادق کے طلوع کے وقت ہوئی۔ ۶۷

روضۃ الاحباب میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت پیر کے دن ہوئی اور وحی کا نزول بھی سو موادر کے دن شروع ہوا اور حجر اسود کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ جگہ پر ہفتے کے اسی دن رکھا، کہ مغفرہ سے ہجرت بھی پیر کے دن ہوئی، مدینہ منورہ میں بھی پیر کے دن داخل ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال بھی پیر کے دن ہوا۔ ۶۸

مسکن شریف کے مطابق ابو لهب کے عذاب میں اُس دن تخفیف کر دی جاتی ہے، جس دن اُس نے پہنچتی ہے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی میں اپنی کیر ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ ۶۹ اس دفعہ کو عظیم محدث حافظ ابن حجر عسقلانی "امم سهیل" کے حوالے سے لکھتے ہیں :

أَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لِمَامَاتِ أَبْوَلَهَبِ رَدِيَّةَ فِي مِنَامِي بَعْدَ حَوْلِ فِي شَرِحَالِ فَقَالَ مَا لِقِيتَ بَعْدَ كَوْرَاهَةِ الْأَنَّ العَذَابَ يَخْفَفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمٍ إِثْنَيْنِ بَلْهُ

"حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ابو لهب مر گیا تو میں نے اُس کو ایک سال کے بعد خواب میں بُرے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری بجدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔" حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدَ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوبِيَّةُ بِشْرَتِ أَبَا الْهَبِ فَاعْتَقَهَا بَلْهُ

"یعنی عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کر

دیا تھا۔ لہذا حب پیر کا دن آتا تو اللہ تعالیٰ اس اظہار خوشی کے صلے میں عذاء
میں تخفیف فرمادیتے۔"

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔
اور اس پر تمام مورخین اور محدثین کا اتفاق ہے۔ مورخ یعقوبی نے جعفر بن محمد کی سند پر دو شنبہ
کی بجائے جمعہ کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔ وہ جو کہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح سیدنا الی din
اویانی نے لکھا ہے:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در روز جمعہ بہنگاہ طلوع آفتاب
متولد گردید" ۹

یہی بات شیخ عباس قمی نے بھی نقل کی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فرمان کے بر عکس ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتمیم کا فرمان خدا تعالیٰ فاذمان ہے کیونکہ:
ذَمَّ يَنْهَاقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا ذَحْيٌ يَوْمَ حَيٍّ ۝

اور وہ (پہنچہ) اپنی معنی سے نہیں بوتا وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو کی بتی
ہے:

جب کسی شفہ راوی کی حدیث موجود ہو تو پھر تاریخ کی کوئی سیرت نہیں رہتی۔ دونوں نسبہ
کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں حضرت ابو قاتلؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبادہ
بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث مروی ہیں۔ ان کے بر عکس مورخ یعقوبی کا جمعہ
کو یوم ولادت قرار دین قطعاً غلط ہے۔ حافظ ابن کثیرؓ نے لکھا ہے:

وَهَذَا مَا خَلَافُ فِيهِ أَنَّهُ وَلَدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
الْأَثْنَيْنِ ۝

اس پر کلی اتفاق ہے کہ آپ پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

ولادت کا سال

سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سال ولادت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔
محمد حسین ہنگل رقمطر از ہیں: "بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت واقعہ
فیل کے چند سال (تیس سے ستر) بعد وقوع میں آئی۔" لہ لیکن یہ بات بالغ غلط ہے تایخ

کی کسی مستند کتاب میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

مطہب بن عجمہ اللہ بن قیس نے اپنے والدہ اور دادا قیس بن مخزمر سے روایت کی۔ قیس نے کہا:

وَلَدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَيْلِ
فَخَنَ لِدَانَ بَلَهُ

”میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ ہم دونوں ہم عمر ہیں“ بَلَهُ

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وَلَدْتُ عَامَ الْفَيْلِ بَلَهُ كَمْ كَمْ مِيرِيْ ولَادْتُ عَامَ الْفَيْلِ مِنْ هُوَيْ.

مفسرین کرام نے سورہ فیل کی تفسیر میں یہ بات نقل کی ہے۔ حافظ عمامہ الدین ابن کثیر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، احمد مصطفیٰ المراجعی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مفتی محمد شفیع رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مولانا عبدالمajid دریا آبادی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بیروت کے عبداللہ یوسف علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الاذہری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فے اپنی اپنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اُسی سال ہوئی جس سال واقعہ فیل پیش آیا تھا۔

تمام موڑھیں بھی اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔
 چنانچہ ابن احیا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ابن سہیم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ابن کثیر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عبد الرحمن جلال الدین سیوطی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ابن جوزی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، احمد بن حجر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ علامہ یوسف بن اسماعیل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، نہماںی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ علامہ مفتی عنایت احمد راکوروی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مولانا شبیل نعماقی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مسعودی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ علامہ حافظ ابن قیم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قاضی سیدمان منصور پوری، سید محمد الحسنی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شیخ عباس قی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مولانا اشرف علی تھانوی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قاضی نواب علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وغیرہم نے عام الفیل کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادت کا سال قرار دیا ہے۔ عبد الرحمن چشتی متوفی ۱۰۹۲ھ نے لکھا ہے:

”ابل سیر کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ ولادت پاک سال فیل میں ہوئی۔“
 جلیل الفضل محدث و مفسر اور مؤذن حافظ ابن کثیر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے لکھا ہے:

وَكَانَ مَوْلَدُهُ عَيْنَهُ الْهَرَّةُ وَالسَّلَامُ عَامُ الْقَبْلِ وَهَذَا هُوَ
أَمْثَلُهُورٍ عَنِ الْجَمْهُورِ قَالَ ابْرَاهِيمُ بْنُ مَنْذُرٍ الْخَرَّاجِيُّ
وَهُوَ الَّذِي لَوْيَشَكَ فِيهِ أَحَدُ عَلَمَائِهِ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصُّورَةُ
وَالسَّلَامُ وَنَدْعَمُ لَنْيَنْدَ

جمهور کے نزدیک یہی قول مشور ہے کہ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت
عام الفیل میں ہوئی۔ اور ابراہیم بن منذر کہتے ہیں کہ اس بات میں کسی عام
کو بھی شک و ثبہ نہیں کہ بنی علیہ التَّدَمِ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

ماہ ولادت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سال کے بعد یعنی میں بھی اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، محمد حسین
ہیسل نے کہا ہے:

وَلَخَتَفَ الْمُؤْرِخُونَ كَذَلِكَ فِي الشَّهْرِ الْذِي وُلِدَ فِيهِ وَ
انْ كَانَتْ كَثُرَ تَقْيِيمٍ عَلَى رَبِّهِ وَلَدٌ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ - وَ
قَيْلٌ وَلَدٌ فِي الْمُحَرَّمِ - وَقَيْلٌ وَلَدٌ فِي صَفَرٍ وَبَعْضُهُمْ
يُرْجَعُ دِجْبٍ - عَلَى حَسَنٍ يُرْجَعُ آخَرُوْنَ شَهْرَ رَمَضَانَ -
عَلَى حَفَرَتْ عَظِيمَ الْبَرَكَتِ مَوْلَانَا حَمْدَ صَنَاعَانَ بِرْ بَيُونِي قَدَسَ سَرَّهُ مَوْلَانَ بَنَ كَسْرَ
الختلاف کا ذکر کرنے ہوئے لکھتے ہیں: ”دِجْبٌ، صَفَرٌ، رَبِيعُ الْأَوَّلِ، مُحَرَّمٌ، رَمَضَانٌ،
سَبْ كچو کھا گیا۔ اور صحیح و مشور د قول جمهور ”ربیع الاول“ ہے۔“ تھے
علماء نے محرم، رجب اور رمضان کی نفی کی تھی۔ موافق ہے میں ہے:
لَمْ يَكُنْ فِي الْمُحَرَّمِ وَلَا فِي دِجْبٍ وَلَا فِي رَمَضَانٍ

”ولادت نے محرم میں ہوئی نے رجب ہیں اور نہ ہی رمضان میں۔“

قدم اور جدید مورخین کا اس پراتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با
سعادت ربیع الاول میں ہوئی۔ ابن اسحاق لهم ابن ہشام لهم شیارح بخاری امام قسطلانی لهم

شیخ قطب الدین الحنفی شیخ الحافظ ابوذر عراقی شیخ حماد الدین محمد بن جارالله شیخ
عبد الحق محدث دہلوی شیخ امام یوسف بن اسحیل نہانی شیخ محمد ابو زہرہ شیخ ابن کثیر، ابن
سعد شیخ ابن حوزی شیخ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی شیخ محمد صدیق حسن بھوپالی شیخ
محمد رضا مصری شیخ سید سلیمان ندوی شیخ مولانا شبیل نعمانی شیخ قاضی سلیمان منصور پوری شیخ
سید ابوالاعلیٰ مودودی علیہ اور علامہ نورجیش توکلی علیہ سبھی اس پرتفق ہیں کہ آپ کی ولادت
با سعادت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی۔ اس کی تایید حضرت سعید بن المیتبؓ کی
روایت سے ہوتی ہے جس میں آپ کی اس جہاں زنگ دبو میں تشریف آوری کا مہینہ
ربیع الاول قرار دیا گیا ہے یعنی

مادر ج النبوت میں ہے : "مشهور آنست کہ در ربیع الاول بود" مشہور ہے
کہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی۔ شرح المزیریہ میں ہے "الْأَصِحُّ فِي شَهْرِ
رَبِيعِ الْأَوَّلِ" صحیح تین یہ ہے کہ ربیع الاول میں ہوئی تھے
مواہب میں ہے وَهُوَ قُولُ جَمِهُورِ الْعُلَمَاءِ "تھے یہی جمہور علماء کا قول ہے :
حافظ ابن کثیرؓ لکھتے ہیں :

"هذا ما لا خلاف فيه انه ولد النبي صلى الله عليه وسلم
يوم الاثنين ثم الجمهور على ان ذلك كان في شهر
رمضان" تھے

"اس پر ذرا اختلاف نہیں کہ حضور و شنبہ کے دن پیدا ہوئے پھر جمہور کا
یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔"

صاحب شرح زرقانی تحریر فرماتے ہیں :

قال ابن كثير هو المشهور عند الجمهور وعليه العمل قوله
"ابن کثیر نے کہہ ہے کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔"
نسیم الریاض میں تلمیح ہے ہے :

الْغَافِرُ عَلَى آنَةٍ وَكَلِّ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ تھے

” واد ربيع الاول میں پیر کے دن ولادت پر اتفاق ہے۔ ”
 یعنی صفوہ میں ہے جسے علامہ ذرقانی اور ابن الجزار نے نقل کیا ہے۔
 پس یہ بات واضح ہو گئی کہ محسن کائنات آقا حضور علیہ الصبوۃ والسلام کی ولادت
 با سعادت بیع الاول شریعت میں دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔

تاریخ ولادت مصطفیٰ ص

ترکیج ابیا، حضور سرور کائنات علیہ الصبوۃ والسلام ربيع الاول کیس تاریخ
 اس دنیا میں جلوہ نما ہوئے۔ اس میں شدید اختلاف ہے۔ مورخین نے وادعہ فیل
 درسرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت کے درمیان دنوں کی
 تعداد مختلف بتائی ہے۔ مولانا محمد سعد قیام کوئٹہ نے کہی ہے کہ واقعہ فیل تولد یا کہ
 پچاس سال قبل پیش ہیا۔ تھے بیک قول یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم وید و قد
 فیل کے تیس سال بعد پیدا ہوئے تھے یہ جمیور مورخین کے خلاف ہے کیونکہ مورخین سے
 پتھر ہیں کہ وہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت نامہ افسیل ہیں جوئیں یہ
 قول یہ ہے کہ واقعہ فیل کے دن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوتے ہیں
 منہاج الدین غوثان نے اس واقعہ کے دو ماہ بعد ولادت ہونے کا ذکر کیا ہے تھا مرتضیٰ
 شیخہ جمیعہ مولانا سید بواحسن ندوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وقوع
 فیل سے درمیان پانچ ہیں دن کے ہیں تھے لیکن مورخین کی آثار ہیت نے واقعہ فیل کے پرپت
 یا مکہمین دن بعد سر ہار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں آمد کا ذکر کیا ہے
 شیخ غبار الحنفی محدث دہلوی جمیع اللہ علیہ تے مارج النبوت ہیں مصائب
 ” بد ائمہ جمیور اہل سیہ و تواریخ بر آئندہ کہ توہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 در عالم السینا بود۔ بعد زچل روز نما پنجاد پنج روز و یہ قول صحیح قول
 است۔ ”

” جاننا چاہتے کہ جمیور اہل سیہ و تواریخ کے مختسبن ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم عام الفیل میں حمدہ اصحاب فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پھپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور میہی صحیح ترین قول ہے:

علامہ سبیل شعیہ حافظ ابن کثیر شعیہ مسعود شعیہ کے مطابق واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی۔ سید امیر علی کے مطابق پچاس سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے یعنی محمد بن علی سے یمنقول ہے کہ اس واقعے کے پھپن دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔
علامہ دمیاطی نے اسی قول کو اختیار کیا۔ طبقات ابن سعد میں ہے۔

فیل و الفیل و بین مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس و خمسون لیلۃ بیتہ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گذرتی تھیں۔“

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ ”ولادت اس قصہ کے پھپن روز بعد ہوئی۔“ شہ ابو محمد عبد الحق الحلقانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے ”جس سال واقعہ گذرا ہے، اسی سال میں ایک نہیں پھپن روز (۵۵ = ۳۰ + ۲۵) بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔“ شہ محدث جلیل سید جمال حسینی شعیف مصنف روضۃ الاجباب سرستہ احمد خاں شعیہ الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی شعیہ پر وفیہ سید شجاعوت علی قادری شعییہ
محمد سعید شعیہ علامہ سید محمود احمد رضوی شعیہ عبدالعزیز نقشبندی اللہ کے نزدیک محبوب گندرا کی ولادت واقعہ فیل کے پھپن یوم بعد ہوئی۔

تمام غیر روایات کے مطابق ابرہہ کاشکر محرم میں آیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔ شیخ احمد بیار خاں نعیمی نے تفسیر نور العرفان میں اور حبیس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ”ضیاء الرفقان“ اللہ میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ سترہ محرم کو ہوا۔ علامہ عبدالرحمن ابن جوزی لکھتے ہیں ”ابرہہ کی آمد و ہلاکت جب تیرہ دن محرم کے بینایا تھے ہوئی۔“

پس یہ بات واضح ہو گئی کہ واقعہ فیل، امحروم کو ہوا۔ اب اگر محرم اور صفر دونوں ماہ

تمیں دن کے مان لئے ہمایں تو سترہ محرم کے چھپنے دن بعہ ۱۲ ربیع الاول آتے ہے۔

(۱۲) - ۱۲ ربیع الاول

علامہ قسطلہ نافیؒ نے ۱۲ ربیع الاول سے کہ کوئی گیارہ تاریخوں کا ذکر کیا ہے صحیح تاریخ ۱۲ ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول کے درمیان تباہی ہے۔ علیحدہ شاہ احمد رغنا خان بریلوی قدس سترہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعمق سات قول ہیں۔ دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ اور بامیں ۹۹ لیکن جدیہ دور کے بہرہ زکاروں نے ان تاریخوں کے عدودہ نو ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے حالانکہ قیدِ موڑ نہیں اور مجھے میں ہیں سے چندہ ایک کے عدودہ کسی نے بھی فرمایا کہ ذکر نہیں کیا۔ اب ہم ان تاریخوں کے متعمق باری باری بحث کرتے ہیں تاکہ صحیح تاریخ واضح ہو سے

دو مربیع الاول

محمد بن عمر رضی کتھے ہیں کہ ابو عشر نجیح المدنی کا کرتے تھے : وسد رسول اللہ حسی نہ علیہ وسلم یوم الاشین نیلتیں خدا من شهر ربیع دویں ۱۰ ماہ ربیع الاول کی دو شبیں گزری تھیں کہ دو شنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ یہ روایت محمد بن سعید ام توپی شاہ نے طبقت میں نقل کی ہے۔ حافظ مغلطان نے دوسری تاریخ کو اختیار کر کے دوسرے اتوال کو وجہ قرار دیا ہے اتنے علامہ جو زمیں نے تعداد کے کہایا روایت کے مطابق ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔ دو ربیع الاول کو اختیار کرنے والے موئیین کی بسیار ابو عشر نجیح کی روایت سے جو موئیں پاک میں رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کو مکرمہ ہیں ہوئی۔ اس روایت کو سب سے پہلے محمد بن سعید نے نقل کیا جو ۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۴۰ھ کو وفات ہوئے۔ حافظ مغلطان نے اسی قول کو درست تسلیم کیا۔ حالانکہ اس ہڑاوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت مکرمہ ہیں نہیں تھے۔ اس نے یہ بات کسی سے سنی۔ اس کو پہنچنے نہیں چلتا۔ پس یہ قول صحیح نہیں۔ اس کے علاوہ کہ اور جو ہیں ہیں اگر اگر کہیں

مہینہ والوں کا سال ۱۲ قمری مہینوں کا ہوتا تھا جبکہ اہل مکہ کبھی کبھی ۱۲ یا ۱۳ مہینوں کا سال بنایا کرتے تھے۔ اس کا ذکر آگے تفصیل سے آئے گا۔

چونجم ربيع الاول

امیر الدین نے "سیرت طیبہ" میں لکھا ہے "مخاتر قول یہ ہے کہ ۵ ربیع الاول کو پیدا ہوئے لیکن کسی اور مورخ نے یہ تاریخ نہیں رکھی۔

ہشتم ربیع الاول

ابو الحسن علی بن حسین بن علی المسعودی المتوفی ۴۳۲ھ نے "التسبیہ فی الأشراف" میں ائمۃ ربیع الاول کا دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کا دن قرار دیا ہے ہبھٹہ علامہ حافظ ابن قیم متوفی ۶۷۹ھ نے لکھا ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ ۶ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ ائمۃ مولانا محمد ادريس ہندھلوٹی اور علامہ راشد الجیزی نے بھی آنھٹویں ربیع الاول کو یوم میلاد قرار دیا تھا۔ لیکن اس قول کی بنیاد کسی صحابی یا تابعی کے قول پر نہیں اس لئے یہ تاریخ درست نہیں۔

نهم ربیع الاول

محمد نبین اور مفسرین میں سے کسی نے ۹ ربیع الاول کی تاریخ نہیں لکھی۔ نہ بھی صحابہ کرام یا تابعین سے کوئی ایسا قول مردی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے چند سیرت نگاروں نے جزویں علامہ شبیل الحنفی، مولانا سلیمان منصور پوری اور حفظ الرحمن سیوطہ راوی پیش کر رکھا ہے کہ ۹ ربیع الاول تھی اور آج کل اس کو سمنہ بنائی کر اس بات کی تشهیر کی جاتی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت نہیں۔ علامہ شبیل نے ۴۳۲ھ میں "سیرۃ النبی" میں لکھا۔

"تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہدیت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک

رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے دلائل ریاضتی سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی ولادت باستاد
۹ ربیع الاول روز دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔
حاشیہ میں علامہ موصوف نے لکھا کہ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن اس قدر
متفق ہے کہ دو ربیع الاول کامیمہ اور دوشنبہ کا دن تھا اور تاریخ میں سے ایک پہنچہ
ہے ربیع الاول مذکور کو ان تاریخوں میں دوشنبہ کا دن فریض تاریخ کو پڑتا ہے۔ اسی لئے د
ربیع الاول ہی یوم ولادت ہے۔

قدیم مؤمنین سے ابن عبّاد[ؑ] اور حمیدی[ؑ] کے مطابق ۹ ربیع الاول ہے۔ مولانا عبد الرحمن شافعی
نے بھی ۹ ربیع الاول کھی ہے۔ محمد طنوت عرب نے "تاریخ دوآل العرب والسلطان" میں ۹ ربیع
کو صحیح قرار دیا ہے۔

علامہ شبیحی کے بعض اور متاخرین میں قاضی محمد سلیمان نصویر پوری نے "رحمۃ الاعمالین" میں،
ابوالظالم آزاد نے "رسول رحمت" میں، حفظ الرحمن سیوطہ راوی نے "قصص القرآن" میں، خدا
حمد پرویز نے "معراج النسبت" میں، تیہ قاسم محمود نے "سلفی انس" میں، محمد پیغمبر[ؐ] میں، شاہ
صعین الدین احمد نہ دیں نے "تاریخ سعد" میں، غلام شیخ ماریٹ نے "بادی کوہن" میں، شاہ شمس
اللش[ؑ] اور شیراحمد[ؑ] نے "رسول کامل" میں، حکیم محمد تمییز ضعف نے "بادی کوہن" میں، شاہ شمس
اللش[ؑ] و شیراحمد[ؑ] نے "رسول کامل" میں، عبد الرحمن[ؑ] نے "رسول کائنات" میں، مولانا محمد اسلام جیہر اچھوڑی نے
"تاریخ سعد" میں، غلام حیدر بیٹ نے "رسول خدا" میں، مولانا محمد اسلام جیہر اچھوڑی نے
اور دشیراحمد[ؑ] نے "تاریخ سعد" میں ۹ ربیع الاول ہی تاریخ ولادت لکھی ہے۔ ان سب
نے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول صحیح تاریخ نہیں کیونکہ ۲۰ ربیع الاول کو پہلی کا دن نہیں تھا اور پہلی
کا دن ۹ تاریخ کو بتاتے اس لئے ۹ ربیع الاول صحیح تاریخ نہیں ہے۔

دھرم ربیع الاول

پندرہ مؤمنین ۱۰ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔ محمد بن سعد بن عوف نے
"طبقات ابن سعد" میں لکھا ہے:

وَلَدْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَشْنَى بِعِشْرِيَّال

نَاهِنَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ ۝

”وَهُوَ رَبِيعُ الْأَوَّلِ كَيْ دَسْ رَاتِمِيْ گَذْرِيْ تَخْيِيْسْ كَمْ دَوْشَنِيْهِ كَمْ دَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پَدِيْا ہُوَتَے۔“

علامہ ابن جوزی نے ۱۲۔ ربیع الاول کو یوم ولادت بتایا ہے لیکن ایک روایت یہ
بھی لکھی ہے:

”آپ کی ولادت سو موادر کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاول کے
بعد ہوئی ۝

لیکن اس میں یہ نہیں کہا کہ دس ربیع الاول کو ولادت ہوئی بلکہ دس کے بعد ولادت
ہوئی ہے اور بارہ ربیع الاول دس کے بعد ہی آتی ہے۔ چونکہ انہوں نے بارہ ربیع الاول
کے متھلن اپنی کتابوں میں لکھا ہے جن کا ذکر آگے آئے ہے، پس دس والی بات کو قیامت
نہیں رکھتی۔

مورخ ابن اثیر نے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ ”آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس وقت پیدا
ہوئے جب ربیع الاول کی دس یا دو راتِمِیْ گَذْرِکَنِیْسْ ۝“
بر صغیر کے سیرت نگاروں میں سے کسی نے بھی دس ربیع الاول کو اختیار نہیں کیا۔ ان
کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاول کی تاریخ لکھی ہے۔

دوازدھم ربیع الاول

صحابہ کرام، تابعین، محدثین، مفسرین اور مورخین کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاول کو یوم
ولادت رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قرار دیا ہے۔ اور قدِمِ دور سے ۱۲۔ ربیع الاول کو عیدِ میلاد الغنیٰ
مناتے آئے ہیں اور آج کل بھی بہت سے اسلامی ممالک میں اسی دن عید مناتی جاتی ہے۔
اب صحابہ کرام، محدثین اور مورخین کے اقوال نقل کرتا ہوں جہنوں نے ۲۔ ربیع الاول
ہی ولادت کی تاریخ بتائی ہے۔ آگے پڑھ کر انشاء اللہ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ صحیح تاریخ

ولادت ۱۲۔ ربیع الاول ہے کیونکہ جمہور محدثین نے اسے ہری درست تسلیم کیا ہے۔

۱۔ حضرت جابرؓ اور ابن عباسؓ کا قول

حضرت پیدا کالہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بارے میں حافظ ابو گر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے روایت فرمایا:

عن عفان . عن سعید بن میناء . عن جابر و ابن عباس
آنہما ق ۹ ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ع م الفیل
یوم الاشیاء اللہ فی عشر من شہر ربیع الاول بتھے
” عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینا سے روایت کرتے ہیں کہ
جابرؓ اور ابن عباسؓ عین اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی ولادت ۱۳ الفیل میں سو موادر کے روز بارھویں ربیع الاول کو
بھوئی ”

اس حدیث کے راوی ابو گر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ حافظ حدیث تھے، ابوذر غفاری
لمتوافق ہے ہدف ماتے ہیں :

” میں نے ابو گر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دکھا اندھے
محمد ابی حبان فرماتے ہیں :

” ابو گرؓ خلیفہ حافظ حدیث تھے، آپ کاشماں ان لوگوں میں تھے جنہوں
نے حدیثیں سعیں، ان کی جمع و تدوین میں حصہ لیا اور حدیث کے بے
میں کتاب تصنیف کیا، آپ نے شکریہ میں وفات پائی، اسکے
ابن ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ
عفان یک بنہ پایا، امام، ثقہ اور صاحب ضبط و اتفاق ہیں تھے اور سعید بن مینا، عجیب اللہ
ہیں تھے ”

یہ صحیح الامداد روایت دو جیلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عقبہ اللہ عز وجله اور عفت عبید اللہ

بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ پس اس قول کی موجودگی میں کسی موئیخ کا یہ کہنا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی، ہرگز قبول نہیں جھرت عبید اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھاڑا دبھائی تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے ان کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسید خواتین سے سُنی ہوگی۔

حضرت ابن عباسؓ کے لئے رسالت آب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ باركْ فِيهِ وَأَنْشُرْ عَنْهُ سَهْلَ
”اسے اللہ ان کو برکت عطا فرم اور ان سے نور علم کو پھیلائی۔“

۲۔ محمد بن اسحاق کا قول

حضرت محمد بن اسحاق پہلے یہرث نگارہیں۔ ان سے پہلے ”منغازی“ تو کھی جا چکی تھیں، گر حضور رسید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہرث کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام ”کتاب المنغازی“ ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ یعنی ”المبتدأ“، ”المبعث“ اور ”المنغازی“ پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے جسکے نامے ”المنغازی“ ہے۔

حضرت محمد بن اسحاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں:

وَلَدَ دُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاثْنَيْنِ، لِاثْنَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، عَامِ الْغَنِيلِ ۖ
”آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے۔“

ابن اسحاق امام زہری کے شاگرد اور تابعی تھے جسکے ان کا انتقال ۱۵ ھجری (یا شاید ۱۶ ھجری)

یہیں ہوا ائمہ پہنچے یہ کتاب ناپید بھی، اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے رسول نمبر نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ "رسول نمبر" جلد اول میں ڈاکٹر شارا احمد فاروقی جو من مستشرق جوزف ہورڈ ونس JOSEPH HOROVITZ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ابن اسحاق کی تاییف، سیرۃ کے موضوع پر ہمیلی تحریر ہے جو ہمیں آفتاباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں مل ہے۔ لگہ سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد جمید اللہ نے کی۔ اردو ترجمہ نور النبی ایڈ و کیپٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۵۴ء میں نقوش کے "رسول نمبر" کی جلد یازدهم میں شائع ہوئی۔ سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر A. GUILLAUME نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورد یونیورسٹی نے شائع کی اس میں بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے یہ لکھا ہے:

The Apostle was born on Monday, 12 Rabi-ul-Awwal, in the year of the Elephant.

"پیغمبر خدا ۲۰ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

۳۔ ابن ہشام کا قول

حضرت ابو محمد عبد المالک بن محمد بن ہشام متوفی ۷۲۷ھ نے "سیرۃ ابن ہشام" میں لکھا ہے: "رسول نہاد پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر پشتکرکشی کی تھی۔"

"سیرۃ ابن ہشام" ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے جس کی کئی شخصیں، تلمذیں اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

حافظ ابن یونس نے ابن ہشام کو شفہ قرار دیا ہے اور کسی نے تحریر و تصنیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگارنے ان کا ذکر اختراع اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

۴۔ ابو الفدار اسماعیل بن کثیر کا قول

حافظ عباد الدین ابو الفدار اسماعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۷۰ھ الیہ
النبوۃ میں رقمطراز ہیں :

”وزواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان، عن سعید بن
میمناء، عن جابر و ابن عباس آنہما قالاً : ولد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثاني عشر من
شہر ربیع الاول وہذا هو المشهور عند الجمہور“^{للہ}
”علامہ ابن کثیر“ جسے جید عالم، محدث، منقرا و مورخ کے زویک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ولادت ۱۴ ربیع الاول کو ہوئی ۔

۵۔ علامہ ابن حوزی کا قول

ابو الفرج عبد الرحمن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری المحنی (۵۱۰ - ۵۵۹ھ)
نے ”الوفا“ میں لکھا ہے :

”آپ کی ولادت سو موارکے دن عام الفیل میں دس ربیع الاول کے بعد
ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاول کی دوران میں گزرنے کے بعد یعنی
تیسرا تاریخ کو اور دوسرا روایت یہ ہے کہ یار ہوئیں رات کو ولادت
ہوئی۔“^{للہ}

علامہ ابن حوزی نے حصہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر ایک کتاب ”تکمیل فہرست“
بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۷۹ء نے منیہ خواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ
جید بر قی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن حوزی نے پیر کا دن اور ماہ
ربیع الاول کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔^{للہ}

ابن حوزی نے ”مولد النبی“ کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبدالحليم

ثہر لکھنؤی نے کیا تھا، جو ۱۹۲۳ء میں لکھنؤ سے چھپا۔ اس میں تاریخِ ولادت کے بارے بس لکھا ہے :

”تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔

یک یہ کہ آپ ربیع الاول کی بارہویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت مکرمہؓ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ کی ولادت ۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

یہ حضرت عطاءؓ کا قول ہے۔ گرے سب سے صحیح پہلا قول ہے۔ شہ

علامہ ابن الجوزی ایک فیصلہ بیان واعظ۔ بلند پایہ محقق اور خطیب المہتب صفت تھے۔ انداز اتنیں سو نتائیں ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ ۲، ۸، ۱۰ اور ۱۴ ربیع الاول کے بارے میں اقوال نقش کئے ہیں تھیں۔ ربیع الاول پر انہوں نے اجماع عتل کیا ہے۔

۶۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی ”شارح بخاری“ نے کہا ہے :

”وکانت مولده بینة الاثنين وعشرين وثلاثين عشرة يوماً خذ -

من شهر ربیع الاول یعنی

”آپ کی ولادت پیر کے دن حب ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر جنکی تھیں ہوئی۔“

فاضل زرقانی فرماتے ہیں :

”المشهور انه صلی الله تعالى عليه وسلم ولد يوم

الاثنين ثالثي عشر ربیع الاول وهو قول محمد بن

اسحاق امام المغازی رحمۃ اللہ

”مشهور ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور امام مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے :

۷۔ احمد موسی البکری کی کتاب ”التاریخ العزیزی القديم والسيرة النبویة“ سعودی عرب

کی وزارت المعارف نے ۱۹۷۶ء میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق ہے :

وَلَدَ رَسُولُ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ
فِي فَجْرِ يَوْمِ الْاثْنَيْنِ الثَّانِي عَشْرَ عَنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ الْمُوْافِقِ
۲۰ نِيسَانَ (اپریل) ۱۵۷۱ هـ وَتَعْرُفُ سَنَةً مَوْلَدَهُ بِعَامِ
الْفَيْلِ ۱۵۹۴ھ

”رسولِ کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرمه میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۱۵۷۱ھ کو صحیح کے وقت پیدا ہوئے۔“

۸ - ابا یحییم الایسیاری ”مہذب السیرۃ التبویۃ“ میں رقمطراز ہیں ، ”وَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاثْنَيْنِ، لَا ثَنْتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، عَامِ الْفَيْلِ“ ۱۵۹۴ھ
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔“

۹ - ابن سید الناس نے ”بیکُونُ الْأَثْر“ میں لکھا ہے : ”وَلَدَ سَيِّدُنَا وَنَبِيُّنَا مُحَمَّدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْاثْنَيْنِ لَا ثَنْتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامِ الْفَيْلِ“ ۱۵۹۴ھ

”ہمارے پایارے آقا حضرت محدث رسول اللہ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع الاول کی رات میں گزری تھیں ، عام الفیل میں پیدا ہوئے۔“

۱۰ - امام محمد غزالی نے ”فقہ السیرۃ“ میں حصہ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے : ”سَنَةُ ۱۵۷۱ هـ فِي الثَّانِي عَشْرَ مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ ۱۵۹۴ ق.-هـ“
”یعنی شَهْرَ میں ۱۲ ربیع الاول ۱۵۷۱ھ قبل ہجرت۔“

۱۱ - ڈاکٹر محمد عبدہ بہافی نے اپنی کتاب ”عَلِمُوا أَوْلَادَ كُمْحَبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (اپنی اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاول کی اثماریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا نیپرائیلیشن وزارت اعلام، سعودی عرب کے زیر انتظام شدہ میں شائع ہوا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں:

"يقول ابن إسحاق شيخ كتاب انسيرۃ ولاد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلّم یوم الاثنین ، لا ثنتی عشرة لیلۃ من ربیع الاول عام الفیل" ۱۶

"ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عام الفیل کے میانے ربیع الاول کی بارھویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا۔"

اس سے واضح ہو گیا کہ سعودی عرب کی حکومت کے نزدیک بھی سرکار دو، عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت ۲ ربیع الثانی ہے۔

۱۷۔ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی، قمظرازیز:

"وَمِنْ وِلَادَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانَتْ فِي عَامِ النَّبِيِّ أَيْ
الْعَوْمَ لِذِي حَاهَلِ فَبِهِ أَبْرَدَهُ الْأَشْرَمُ مِنْ شَرْمِ غَزَوٍ مَكَذَّبًا هُنَّ الْكَعْبَةُ
خُرُودُهُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ بِالْأَبْيَهِ الْبَاهِرَةُ الَّتِي وَصَفَهَا الْقُرْآنُ كَانَتْ
عَنِ الْأَرْجَحِ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ لَا ثَنَتِي عَشْرَةَ لِيَّةَ خَلْتُ مِنْ شَهْرٍ

ربیع الاول" ۱۷

"جمان تک آپ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔ یعنی سال میں جب ابریمہ الاشترم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکے پر حمدہ کر کے کبھے کو گردے۔ لیکن خداوند عالم نے کھل نشافی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولادت کے متعلق زیادہ قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاول کے میانے کی بارہ راتیں گز چکی تھیں؟"

۱۸۔ ابوالحسن علی الحسینی اللہ وحی قصص التبیین" کی جلد پنجم موسوم ہے "سیرۃ خاتم النبیین"

میں لکھا ہے :

وَلَدَ دُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمُ الْأَثْنَيْنِ الْيَوْمِ
الثَّانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ عَامِ الْفَيْلِ۔ ۱۴

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔“

۱۳ - محدث علیل بیہ جمال حسینی نے شہرہ میں ”روضۃ الاحباب“ لکھی۔ انہوں نے ولادت سرکار کے متعلق لکھا:

”مشهور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ربیع الاول
کے نبیتہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے بعض نے
ربیع الاول کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔ اور یوم دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے
بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ فو شیر داں عادل کی حکومت کو جب چالیس
سال پورے ہوئے تو آپ پیدا ہوئے۔ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا
کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عینی علیہ السلام
کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ آپ پیدا ہوئے۔“ اللہ

۱۴ - شیخ محمد بن عبد الوہاب بندھی کے لحنت جگر شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب
”محققریت الرسول“ میں لکھتے ہیں:-

”وَلَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمُ الْأَثْنَيْنِ لِثَمَانِ خَلْوَةٍ مِنْ رَبِيعِ
الْأَوَّلِ، اخْتَارَهُ وَقِيلَ لِعَشْرِ مِنْهُ، وَقِيلَ لِاثْنَتِي عَشْرَةَ
خَلْتَ مِنْهُ“ اللہ

”حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاول
کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے۔“

۱۵ - عظیم مؤرخ ابن خلدون ”متوفی شہرہ“ نے ”تیریت الانبیا“ میں لکھا ہے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاول شہرہ کو ہوئی۔ اللہ

- ۱۶۔ طبریؓ نے ۱۴۔ ربیع الاول کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔^{۲۷}
- ۱۷۔ طیبیؓ نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ اللعائین صلی اللہ علیہ وسلم روز شنبہ دوازدھم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔^{۲۸}
- ۱۸۔ مولوی سید محمد الحسنی ایڈریس "البعث الاسلامی" نے "نبی رحمت" میں ۱۴ ربیع الاول دو شنبہ کا دن یوم ولادت قرار دیا ہے۔^{۲۹}
- ۱۹۔ امام یوسف بن اسحیل نہانی متوفی ۱۳۵ھ (۷۵۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت ماه ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوع صبح کے قریب ہوئی۔^{۳۰}
- ۲۰۔ علامہ نہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشق رسول تھے۔ حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ہم عصر تھے۔ ان کی ایک کتاب پر زور دار تقریظ بھی لکھی تھی تھے۔
- ۲۱۔ مشہور عالم دین اشیع مصطفیٰ الغدی میں (المتوفی ۱۹۷ھ) پروفیسر کھیہ اسلامیہ بیروت نے اپنی تایفہ "باب الجنار فی سیرۃ الحنیفار" میں رقمطراز ہیں:
- "ربیع الاول کی بارہوں تاریخ کو عالم نما دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود سے مشرق ہوا۔"^{۳۱}
- علامہ منسطھ الغایمی جماعتِ اسلامی کے مددویں میں سے تھے۔ ان کی کتب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔ جو کتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کی۔ اس پر پیش لفظ علامہ ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔ اگر انہیں بارہ ربیع الاول کے دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ و تقریظ میں اس کا اظہار کرتے۔ لیکن علامہ مودودی نے بارہ ربیع الاول کو یوم ولادت مصطفیٰ اعلیٰ التجیہ والثمار سے اختلاف نہیں کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جنتِ اسلامی بھی ۱۴ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مانتی ہے۔

مصری بہر تکاروں کے نزدیک تاریخ ولادت

مصر کے بہر تکاروں ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ۱۴ ربیع الاول ہی تسلیم کرتے ہیں۔ چند مصری اہل بہر کی کتب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

۲۲۔ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے "حیات مُحَمَّد" میں تحریر کیا ہے :

”الْجَمِيعُونَ عَلَى أَنَّهُ وُلِدَ فِي الثَّانِي عَشْرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ“۔ ۳۳

”اکثریت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوتی“۔

۲۳۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد فاہرہ اپنی علیٰ تصنیف ”محمد رسول اللہ“ میں رقمطراز ہیں :

”تاریخ ۱۴ ربیع الاول مطابق ۲۰ اگست ۱۹۵۸ء بروز دو شنبہ صبح کے وقت حصور اکرمؐ کی ولادت با سعادت ہوتی۔ (اہل کہ کہ معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپؐ کی ولادت کے وقت آپؐ کے مقام ولادت کی زیارت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ نیز کتبی نویشہ وال غسر بن فیداد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔“ ۳۴

شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ بیت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہربات لکھی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں :

”میں نے اس تایفہ میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔ نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ و علماء کا اتفاق ہے، پیش کیا ہے۔“ ۳۵

۲۴۔ مصر کے شرہ آفاق عالم شیخ محمد ابو زہرا اپنی تالیف "خاتم النبیین" میں لکھتے ہیں:
 "والحمد لله المعظي من علماء الرواية على ان مولده عليه
 الصلوة والسلام في ربیع الاول من عام الفيل في ليلة الثانی
 عشر من شهر شعبان"

۲۵۔ علامہ محی الدین خیاط مصری نے "تاریخ اسلام" میں ۱۲۔ ربیع الاول دو شنبہ، ۲۰
 پریل شعبان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

۲۶۔ انڈونیشیا کے اسکار کی رائے

"انڈونیشیا کے اسکار ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان "رسول کرم
 اور انسانی معاشرہ" میں تحریر فرماتے ہیں :

"۱۲ ربیع الاول کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے جس میں سر در کامات
 صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جبوہ ازدواج ہوئے۔

۲۷۔ جنوبی افریقہ کے عالم کا قول

جنوبی افریقہ کے شریڈن (Durban) سے شائع ہونے والے
 کے دسمبر ۱۹۲۲ء کے شمارے میں ابراسیم عمر حبیب اپنے
 مضمون بعنوان "ثین غیدیں" (The Three Ends) میں قلمطراز ہیں :

The 12th of lunar month of Rabi-ul-Awwal is
 Commonly taken to be the date of the birth of Prophet.

ترجمہ : "قری سال کے ۱۲ ربیع الاول کی ۲۳ تاریخ کو مندرجہ کو تصور پر پہنچیں صلی اللہ
 علیہ وسلم ہایوم ولادت مانا جاتا ہے۔" (۱۲۔ دسمبر۔ ۱۹۲۲)

بر صحیفہ کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت

بر صحیفہ کے علماء کی اکثریت نے ۱۲۔ ربیع الاول کو یوم ولادت تسلیم کیا ہے۔ علامہ شبیل نعماں سے پہلے کسی نے بھی ۹۔ ربیع الاول نہیں لکھی۔ جو بہرہت کی کتب میچے مل سکی جس ان کا ذکر کرتا ہوں۔

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مرور المخزون" دن ترجمہ نور العینون" میں تحریر فرمایا ہے :

"ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز دوشنبہ مستحق شد از شهر ربیع الاول اذ سلے کہ واقعہ قیل دراں ہو د۔ بعض گفتہ اند تاریخ دوم بعض گفتہ اند تاریخ سوم بعض گفتہ اند تاریخ دوازدهم" شہ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۴ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس کا ترجمہ عربیز ملک نے "سید المرسلین" کے نام سے کیا جو ادبیت ان لاہور کے زیر انتظام شائع ہوا۔ مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے۔ اور ترجمہ یوں کیا : "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت متتفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کی نوتاریخ تھی، واقعہ قیل بھی اسی سال ہوا تھا"۔ شہ

لیکن ای کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے "بیہت الرسول" کے نام سے کیا جو دارالافتخار کا چھپ سے شاید ہو۔ انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا : "جس سال واقعہ قیل پڑی آیا، اسی سال ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔ البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔ بعض نے دو مرتب بعض نے تیسرا اور بعض نے بارہویں تاریخ بیان کی ہے" شہ

علماء یہود کلام اللہ کی آیات میں تحریک کیا کرتے تھے شہ اور آج کل کے مسلمان فرقہ پاک میں تحریک لفظی تو رہیں سکتے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ تحریک معنوی بڑی دلیری سے کرتے ہیں۔ اور بزرگوں اور اکابرین کی کتب میں رد و بدل کرنا تو

اُن کے بائیں با تھک کا کھیل ہے، کیا یہ علماء ہمود کی تقلید تو نہیں؟ یہ تحریر فکر یہ ہے۔ اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قدیم کتابوں کے تراجم میں اپنی مرضی کے مطابق تبیل کرنا بہت بڑی علمی خیانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والوں کو بہادیت دے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲، ۳ اور ۱۲ ربیع الاول کا ذکر فرمایا۔ لیکن عزیز ملک صاحب نے ترجمہ کرتے وقت بڑی چالائی سے کام لیتے ہوئے ۹ ربیع الاول کو متفقہ طور پر یوم ولادت لکھ دیا۔ شاید انہوں نے اسرا کتب دیکھے بغیر ترجمہ لکھ دیا ہے۔ یا پھر یہ موقت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ جبارت کی ہے۔ لیکن حق حق ہوتا ہے، جو چھپنے سے نہیں چھپتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی غلط بات کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی دیگر کتب کے تراجم میں بھی ایسے رد و بدل کے کیں بکھر بہت سی کتابیں اور رسائل خود لکھ کر اُن کے نام سے منسوب کردے گئے ہیں۔ اور کی تحقیق سیدہ سیمان ندوی، مولانا وکیل احمد، غلام رسول صر، مولانا محمد علی کانڈ مسلوی، مولانا منتظر احمد، ظہر الدین، نواسہ شاہ رفیع الدین دہلوی، پروفسر ایوب قادری اور محقق عصہ حبیب محمد موسیٰ امر تسری وغیرہ جنم نے کی ہے۔

ارباب تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہیں۔ بوجوہ لوگوں نے اُن کے نام لگادی ہیں۔

۱۔ تحفۃ المؤمنین ۲۔ البدرغ المبین ۳۔ قول سید ۴۔ اشارہ مستمرہ ۵۔ قرۃ العینین فی ابطال شہادت حسین ۶۔ جنت العالیہ فی منصب المعاویۃ ۷۔ رسائل اوائل ۸۔ فیجا یکب حفظ للساقط۔ اللہ

۲۔ شیخ محقق شاہ عبد الحق مجتاش دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درج النبوت۔ یہی تحریر فرماتے ہیں:

”بعض علماء نے اس قول پر دعویٰ کیا ہے کہ ربیع الاول کی بارہ نمایں تھیں اور بعض کے نزدیک دو راتیں کوڑھلی تھیں۔ بعض کے نزدیک آٹھ راتیں گزر چکی تھیں۔ اور بعض نے نزدیک دس راتیں بھی آئی ہیں۔ اور پہلا قول اشہر اور اکٹھ ہے۔ اور اب مکہ کا جائے ولادت شریفہ کی زیارت اور مولود پڑھنے میں

اور جو کچھ بھی اس کے آداب و اوضاع ہیں، ادا کرنے میں اسی قول یعنی با رہوں
رات اور پیر کے دن پر عمل ہے۔^{۲۸}

۲۸۔ اعلیٰ حضرت احمد رضاؑ اور تاریخ ولادت کا مسئلہ

مجد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس
سرہ کی شخصیت محتاج تعاوٹ نہیں۔ وہ تفسیر، حدیث، فقہ اور لغت کے عالم ہونے
کے علاوہ اوزمگبہت سے علوم کے ماہر تھے۔ جن میں مہندس، علم جہز اور علم بخوم بھی شامل
ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی پوری عمر عقائد باطلہ کی تردید کرنے میں ہزاری۔ انہوں
نے اہل سنت کے عقائد کی تشبیہ، تحریر و تقریر سے کی۔ انہوں نے شریعت و طریقت کو
ایک قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے متعلق ایک بار علام محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
”وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین سنتے فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت
بلند تھا۔ ان کے فتاویٰ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں
سے بہرہ دے اور پاک و ہند کے لئے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دوستاخین
میں ان جیسا طبائع اور ذہین فقہی مشکل ملے گا۔“^{۲۹}

حضرت سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی ولادت اور وصال کے
بارے میں اختلاف پر ۲۳ صفحات کا ایک رسالہ ”نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب و
الوسائل“^{۳۰} میں تحریر فرمایا۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با
سعادت کی تاریخ، ماہ اور سال پر بحث کی اور ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ولادت عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اعلیٰ حضرت[ؑ] تحریر فرماتے ہیں:

”(ولادت کے متعلق) سات، قول ہیں مگر اشهر و اکثر و ماخوذ و معتبر با رہوں
ہے۔ کہ معمظہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکانِ مولید اقدس کی زیارت کی زیارت
کرتے ہیں۔ شرح مواہب میں امام ابن کثیرؓ سے ہے ہو المشهود عند
الجمهور۔ اسی میں عمل ہے۔ هو الذی علیہ العمل۔ شرح المزید“

میں ہے: هو المشهود و عليه العمل۔ ۲۷

۲۹۔ صدر الاقاضیل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ متوفی ۱۳۶۰ھ رقطراز ہیں:
۱۴ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت کمکر تھے میں آپ کی ولادت

جنوی ۱۸۵

مولانا نعیم الدین مراد آبادی احتمال حق اور ابطال باطل میں منایت جوئی تھے۔ آپ صاحب ارائے، مدربہ اور منظر تھے۔ مکنی مالات پر پوری نظر تھی۔ اہل سنت کے مختلف طبقات میں اتحاد و اتفاق پیدا کر کے ایک دوسرے کے قریب کیا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" پر تفسیری حاشیہ لکھا۔

۳۰۔ مفتی احمدیار خاں نعیمی رقطراز ہیں:

"ربیع الاول بارہویں تاریخ حضور النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کا دن ہے۔" ۲۸

مفتی احمدیار نعیمی نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ "کنز الایمان" پر تفسیر لکھی ہے جس کا نام "تفسیر نور العذان" ہے۔

۳۱۔ محمد صالح نقشبندی اپنی تالیف "سردار عامم" میں لکھتے ہیں
"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول مطہب ۱۳۶۰ھ کست نشانہ کو دوشنبہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے۔" ۲۹

۳۲۔ عارف بٹاومی "حیات رسول" میں لکھاتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ (سوموار نشانہ) مطابق سردار عامم الفیل بوقت صبح حب کو پوچھتے رہی تھی، اس دنیا میں قشر بیت ایت۔" ۳۰

۳۳۔ علامہ مفتی عنایت احمد کا کو روئی رقطراز ہیں:

بارہویں ربیع الاول کو اُسی سال میں جس میں قصہ صحابہ فیں واقع ہوا۔
روز دوشنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ ۳۱

پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کوردی کی کتاب "تاریخ حبیب اللہ" کے متعلق لکھتے ہیں :

"اُردو زبان میں سیرت مبارکہ پشمائل بند میں یہ پہلی قابل ذکر کتاب ہے۔" ۱۹۱
 علامہ عنایت احمد کا کوردی ایک جیہہ عالم تھے، انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے۔ عالمہ بہبیت وہندہ کے ماہر تھے، علم بخوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بـ "موقع النجوم" لکھی اور "محضاء حساب" بھی تصنیف کی۔ عالمہ بہبیت وہندہ اور بخوم کے زیر ک عالم ہونے کے باوجود امنوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی لکھی ہے۔ اگر تقویٰ حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاول میں مطابقت نہ ہوئی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدما کے موقع پر شک ہوتا تو علامہ کا کوردی "ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔"

علامہ کا کوردی "الشوال المکرم" ۱۹۲ میں کو حالت احرام میں جدہ کے قریب ایک بھائی حادثے میں شہید ہوئے۔" ۱۹۳

۳۲ - سر سید احمد خان بانی علیگڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب "سیرت محمدی" میں تحریر فرماتے ہیں : ..

"جمهور موئین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پہلے پن روپ ز بعد پیدا ہوئے۔" ۱۹۴
 خطبات لامحمدیہ علی العرب والبیهقیہ الحمدیہ" کے انگریزی ترجمہ Life of Mohammad

Birth and Childhood of Mohammad.

(حضرت محمدؐ کی ولادت اور پہلے) کے زیرِ عروان ہے۔

Oriental historian are, for the most part, of opinion that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1; in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abraha. ۱۹۵

”جمهور مورخین کی رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارھویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہم کی چڑھائی سے پہلے روز بعد پیدا ہوئے“ ۳۵۔ مولانا منقتو مجھہ شفیع ”بیرت خاتم الانبیاء“ بھی خاصی ابھم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس کے متعلق مولانا اشرف علی مخاذی نے لکھا: ”میں مؤلف بڑا سے دخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدیوں کا دیلوی میرے نام کر دیں تاکہ میں پہنچانے کے بھوپ اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں“ ۳۶۔ مولانا عزیز الرحمن عثمان منقتو دارالعلوم کی رائے یہ ہے: ”مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایک جاہ مسندی دیتے تھے کے ساتھ صحیح حالات و وقائع کو جمع کر دیا ہے“ ۳۷۔ مولانا حسین احمد مدینی نے لکھا: ”میں آپ کے رسالہ (بیرت خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو صرف اعتماد کیجھ چکا ہوں۔ اور نہایت موزوس پاکر نصاب میں داخل کر چکا ہوں“ ۳۸۔ مولانا انور شاہ کاشمی اور مولانا صفر حسین محدث دارالعلوم دیوبندی کی تقاریب سمجھی اسی نوعیت کی ہیں۔
بیرت خاتم الانبیاء میں ہے:

”الغرض جب سال اصحاب فیل کا حمدہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالادن ہوتے تو آج پیدائش عالم کا منقصہ بیل و نہاد کے انتداب کی اصلی غرض۔ آدم و اولاد آدم کا فیض کششی نور کی حفاظت کردا۔ برہمیہ کی دُعا اور موسیٰ و عیسیٰ کی پیشوں گوئوں کا مصدق یعنی ہمارے آقا نے نامہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق فروز عالم ہوتے ہیں۔“ ۳۹۔
حاشیہ میں منقتو صاحب لکھتے ہیں:

”اس پر تفاوت ہے کہ ولادت با سعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعین میں چار انواع مشہور ہیں۔ دوسری۔ آٹھویں دسویں۔ بارھویں۔۔۔ مشہور قول بارھویں تاریخ کہا ہے۔ پہاں تک کہ ابن الہارنے اس پر اجماع نقل کر دیا۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پشاوی مصری نے جو نویں تاریخ کو پذیریہ حسابات اختیار

کیا ہے، یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے۔ اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطابع ایسا اعتہاد نہیں ہو سکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنابر کی جائے۔ ”۳۵۔ علامہ مُعْلَم مُعین داعظ الرکاشی المردیؒ لکھتے ہیں :

”اکثر خیال یہ ہے کہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ صحیٰ۔ اور جمہور محدثین اور ارباب سیرت و تاریخ نے دو شنبہ کا دن متعین کیا ہے پس فیصلہ جمہور کے قول کے مطابق ہو گا۔ وہ روز دو شنبہ یا شب دو شنبہ بارہ ربیع الاول ہے۔“ ۳۶۔ حنفیم مولانا محمد صادق سیالکوٹی رقمطراز ہیں :

”۱۲ ربیع الاول (۲۲ اپریل ۱۹۷۴ء) سوموار کے روز ولادت ہوئی۔“ ۳۷۔

”میاں محمد سعید اپنی کتاب ”حیات ابنی“ میں لکھتے ہیں :

”۱۲ ربیع الاول سامِ عام الفیل ۱۳۷۴ھ قبل چہرہت بروز دو شنبہ ساہت سعید بعد از صحیح صادق قبل از طلوع آفتاب حضرت محبوب خدا مشهدہ ارض پر رونق افراد ز ہوئے۔“ ۳۸۔

”احمد المصطفیٰ صدیقی نے اپنی تالیف ”ہمارے پیغمبر“ میں تحریر کیا ہے :

”مورخین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاول لکھی ہے۔“ ۳۹۔

”عظمیم فتنیہ، مورخ اور محدث مولانا سید محمد میاں لکھتے ہیں :

”صحیح کا سہانہ وقت تھا، ابھی سورج نہیں نکلا تھا کہ ہدایت و رحمت کا آفتاب اُفقِ مکہ پر طلوع ہوا۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ صحیٰ۔“ ۴۰۔

”الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی رقمطراز ہیں :

”حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ بگر مشہور قول یہی ہے کہ داقعۃ الصحابة فیل کے پھین دن بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۷۴ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ اہل مکہ کا بھی اس پر عملدر آمد ہے۔ کہ وہ لوگ بارھویں ربیع الاول کو ہی کاشانہ نبوت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔“ ۴۱۔

مولانا عبد المصطفیٰ مجید دی "معمولات الابرار" ، "تاریخ اولیا رہ جال الحدیث" ، "موم رحمت" اور "سیرت مصطفیٰ ام" کے مصنف ہیں ہیں ہیں :

۲۲۔ جسٹس سید امیر علی "Spirit of Islam" (روزِ اسلام) میں حضور پیغمبر نما محمد مصطفیٰ احمد مجتبی عسلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے لکھتے ہیں :

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کے دن عامہ الفیل میں پیدا ہوئے۔ اس وقت افواج جہشہ کی تباہی کو پچاہ سے کچھ زیادہ دن گزر چکے تھے ۹۹ ن"

۲۳۔ محمد عنایت اللہ سبحانی صلاحی رقمطراز ہیں :

"دو شنبہ کا دن تھا، اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی۔ آسمان کے بیان ولادت ہوئی۔ اللہ

۲۴۔ علی انسخ چوبہ ری لکھتے ہیں :

"موسم بہار میں دو شنبہ (پیر ۲۰ اپریل) میں سے عامہ الفیل ۲۲ اپریل شنبہ کو بعد از صبح صادق و قبل از طوع آفتاب، ولادت ہوئی۔ اللہ

۲۵۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی ہمشیرہ آمنہ از انسنیر لکھتی ہیں :

"واقعہ اصحاب فیل کے چالیس دن کے بعد ربیع الاول کی بارہ تاریخ دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت بی بی آمنہ از انسنیر کے بچہ پیدا ہوا۔ مردہ باپ کی نندہ نشانی عالمہ وجود میں آئی۔ عرب کی سوتی بستی ہاگ، تھی۔ انہیں ہیری دین جائے کافی۔ انہیں ہیری بستی میں آفتاب رسالت جلوہ گر ہوا۔ اللہ

۲۶۔ محمد ولی رازی نے "ہادی عاصم" میں سحر بر کیا ہے:

"سال مولود کے ماہ سوم (ربیع الاول) کی دس اور دو (بارہ) سو سوار کی سحر کو ولادت ہوئی۔ اللہ

۲۷۔ پروفسر خدا سرور رانا "معلم انسا بیت - محمد نبی" میں رذو فہماتے میں :

" ربیع الاول دو شنبہ کے دن حضور سرور در دن رذو فہمی اللہ عزیز از

وسلم اس عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔ ”^{۱۷}

۴۸ - پروفیسر سید شجاعت علی قادری پرنسپل دارالعلوم نعیمیہ کراچی نے تحریر فرمایا ہے:

”آپ اصحابِ فیل کے ولقے کے بھیپن روز بعد ۱۲ ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے وقت اس خاکدانِ عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔“ ^{۱۸}
۴۹ - مولانا شاہ حسن میاں پھلواری اپنے مصنفوں لعنوان ”میلاد رسول“ میں قسم فرماتے ہیں۔

”وہ سلطان العرب والجم، صاحب الناج والمعراج والبراق والعلم،
ہادیٰ بُل، نجیرِ بُل، رسول عربی، نبیٰ امی (فداہ روحی وابی وامی) اس
عالم میں تشریف لائے۔ بارہویں ربیع الاول سالہ عام الفیل مطابق ۲۵
اپریل ۱۸۷۶ء کو صبح صادق کے وقت آپ دو شنبہ کے دن پیدا ہوئے۔“ ^{۱۹}

۵۰ - مولانا سید عبد القدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ تقویم کے ماہر تھے۔ انہوں نے تقویم پر ایک کتاب ”تقویم تاریخی“ لکھی۔ ان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ ^{۲۰}

مفتي عبد القدوس نے تقویمی حسابات کے بعد ۱۲ ربیع الاول کو دو شنبہ کا دن ہونے کی تصریح کر دی۔ اگر پیر کے دن اور ربیع الاول بارہ (۱۲) میں اختلاف ہوتا تو عبد القدوس مفتی جسیے تقویم کے بجیدہ عالم اس کا ذکر کرتے۔ مگر ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ محمود پاشا فکلی کے حسابات بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا تضاد ہو تو ان کے علاوہ تقویم کا کوئی اور ماہر بھی اس کا ذکر کرتا۔ ایک محمود پاشا کے حسابات کو سند مان کر صحابہ کرامؓ، تابعینؓ، محمد شیعؓ اور مورخین کے احوال کو جھٹلانا بالکل غلط ہے۔

۵۱ - مولانا شاہ عطاء اللہ خان عطاء اپنی تالیف ”رحمت دو عالم“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”۱۲ ربیع الاول سالہ عام الفیل اسی سال میں واقعہ اصحابِ الفیل
واقع ہوا تھا۔ بروز دو شنبہ موسیم بہار بوقت صبح صادق ۲۲ اپریل ۱۸۷۶ء

مطابق یہکم جیسیہ شمسہ برمی کو جناب رحمۃ اللعالمین، سرکار دو عالم، خانم الانبیاء،
احمد مجتبی، محمد صطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ آفتاب برج حمل میں تھا، پیدا
ہوئے۔

- ۵۲۔ حضرت حاضر کے نامور سکالر سید ابوالاعلیٰ مودودی رقمطران ہیں،
”ربیع الاول کی کوتی تاریخ تھی، اس میں اختلاف ہے۔ یہکن ان
ابن شیبیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کا قول
نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے۔ اس کی تصریح محمد بن
اسحاق نے کی ہے اور جمیور اہل علم میں یہی تاریخ مشور ہے۔“ ۱۹
- علام مودودی جیسے مفسر اور سیہت نگار کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت جمیور
کافیصلہ ہے۔ انہوں نے دو جلیل القدر صحابیوں اور ایک تابعی اور پسندی سیرت نگار کا قول
نقل کر کے یہ فیصلہ کر دیا کہ صحیح تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی ہے۔
- ۵۳۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے اردو اور انگریزی میں قرآن پاک کی تفہییر لکھی۔ اُن کی
نظر میں جھی ۹ ربیع الاول یوم ولادت نہیں بلکہ ۳۰ اپریل ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
قبل ہجرت ہے۔
- ۵۴۔ مولانا اشرفت علی تھانوی شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند اپنی تالیفت ”نشۃ الطیب فی ذکر
النبی الجیب“ میں لکھتے ہیں :
- ”سب کا اتفاق ہے دو شنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ آٹھویں یا بارہویں،
ماہ پر سب کا اتفاق ہے کہ ربیع اول تھا۔“ ۲۰
- ۵۵۔ مولانا احتشام الحق تھانوی نے لکھا ہے :
- ”مشور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے بینے کی بارہ تاریخ دو شنبہ ہا دن اور
صیح صادق کا وقت تھا۔ جب آپ نے اپنے وجود عنصری وجسمانی وجود اقدس
سے پوری کائنات کو روشنی بخشی یا۔“ ۲۱
- ۵۶۔ عمر ابوالنصر نے اپنی کتاب ”نبی و امی“ میں تحریر کیا ہے کہ ”حضرت پاک سید ولاءک
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت عام الفیل میں بارہ ربیع الاول کو پہرے کے

دن ہوئی۔ ”تَلَهُ“

۵۔ فاضنی نواب علی رقمطران ہیں :

”عصر کا وقت پیر کادن، ربیع الاول کی بارہ تاریخ اور عام الفیض یعنی وہی سال حبہ ابرہم نے مکہ پر حمد کیا تھا جو شہرِ سن عیسیٰ تھا، حضور مکی ولادت با سعادت ہوئی، اور خدا کی رحمت زمین پر آتی آئی۔“^{۲۲}

۶۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ اپنے اُستاد علامہ شبیلی نعمانی کے موقعت سے قطع نظر اپنی کتاب ”رحمتِ عالم“ میں رقمطران ہیں :

”پیدائش ۱۲ ربیع الاول کے یعنی میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو اکابر (شہر) برس بعد ہوئی : خالہ سید سلیمان ندویؒ نے علامہ شبیلی نعمانی کی وفات کے بعد ”سیرت النبیؒ“ کامل کی، انہیں شبیلی نعمانی سے سعادت تلمذ کے علاوہ بڑی عقیدت بھی تھی گرر معلوم ہوتا ہے کہ انہیں

محمد پاشا فکلی کی تحقیقات اور سبابات کی عیشیت کا علم تھا، اور ان کے زویک تابعیہ مورخ ابن اسحاقؓ اور دوسرے قدما رکی روایتوں سے انحراف درست نہ تھا، اسی لئے انہوں نے اپنے اُستاد کا موقعت جانتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول والی روایت پر صاد کیا۔

۷۔ علامہ فورجنسن توکلی نے ”سیرت رسول عربی“ میں ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن کو آپؑ کی ولادت کا دن قرار دیا ہے۔^{۲۳}

۸۔ نوحاجہ محمد اسلام کی کتاب ”محبوب خدا کے حسن و جمال کا منظر“ میں ہے کہ پیر کادن اور ربیع الاول کی ۹ یا بارہ تاریخ تھی۔^{۲۴}

۹۔ مولانا ابوالحسن حسن کا اوروفی نے ”تفريح الاول ذکیار فی احوال الانبیاء“ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے۔^{۲۵}

۱۰۔ صاحبزادہ ساجد الرحمن (ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد) اپنی تصنیف ”سیرت رسول“ میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو تاریخ ولادت قرار دیتے ہیں۔^{۲۶}

۱۱۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی ایڈیٹر ”المعارف“ نے جنوری شہر کے شمارے میں طبریؓ اور ابن خلدونؓ کے حوالے سے ۱۲ ربیع الاول ہی تاریخ ولادت لکھی ہے۔^{۲۷}

۶۳۔ مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنؤی نے ۱۴ ربیع الاول کو حضور پاک صاحبِ لواک کی ولادت بآسعادت کا دن قرار دیا ہے۔^{۱۴}

۶۴۔ مفتی محمد شفیع نے "اوجز الپیر" میں تقویٰ حساب پر عدم اعتماد کا انہصار کرتے ہوئے ۱۴ ربیع الاول کو درست قرار دیا ہے۔^{۱۵}

۶۵۔ مختار احمد "آئینہ تاریخ" میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بروز پیغمبر ۱۴ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۷۶ء، یکم جبیحہ شوال کی کھتے ہیں تھے ۶۶۔ ضیا رالامت پر محمد کرم شاہ الا زہری سجادہ نشین بھیرہ جبیش و فاقی شرعی عدالت پر تفسیر ضیا رالقرآن" میں رقم فرماتے ہیں:

"بارہ ربیع الاول کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افزائے

بزمِ گلیتی ہوئے۔^{۱۶}

تفسیر ضیا رالقرآن پانچ جلدیں میں ہے جو موجودہ دور کی سب سے بہترین تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی ان گنت خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی انتہائی ادب و احترام سے لیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ترجمے میں بھی نہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو "یا تم" کا فقط کمیں استعمال نہیں کیا گیا۔

قبیلہ پر صاحبِ کتاب "سنۃ خیر الانام" بھی اپنے موضع پر لا جواب کتاب ہے۔

۶۷۔ علامہ حسکم سید ابو الحسن خطیب مسجد وزیر خان لاہور کھتے ہیں کہ "حضرت سیدہ آمنہ زبان فرماتی ہیں: "ماہ ربیع الاول شروع ہوا تو تمام عالم انوارِ حمد و یاہ میں سے منور نظر آئے لگا۔ اور غیرہ تسبیح و تہییل کی سدا میں میرے کا نوں میں گوئنچے لگیں۔ شروع ماہ کے پہلے ہفتے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ عبادت لائے اور فرمایا "آمنہ زمان مبارک ہو، قمرے وہ پیغمبر اول العزیز ظاہر ہونے والے ہیں، جو صاحب اسلام ہیں اور آیاتِ کبریٰ ہیں۔ جب باڑھویں شب ربیع الاول شریف آئی تو کوئی منادی نہ دیئے لگا، اے آمنہ تمہیں مبارک ہو۔ آج تم سے وہ مولود مسعود ہو گا، جو آفتاب فلاح و بدایت اور فخر سعادت و نجابت ہے۔ ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔"^{۱۷}

سید ابوالحسناتؒ نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ قائد اعظم محمد علی جناح آپ کے مذاہ اور معرفت تھے۔ آپ ایک عالم، محقق، مؤرخ، طبیب وادیب اور مفسر تھے۔ آپ نے قرآن پاک کی تفہیر "الحسنات" بھی لکھی ہے۔

۶۹۔ علامہ حبیم محمد عالم آسی المتوفی ۱۹۲۳ء ایک صنیع مجالس میلاد بنوی میں لکھتے ہیں:

"آپ کی پیدائش کم ممتاز ہوئی۔ اس کو سب مانتے ہیں، مگر شب ولادت میں اختلاف ہے، زیادہ تمثیل اور صحیح قول یہی ہے کہ حضور علیہ السلام ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔"

علامہ آسی نیک فنس، متفق، صوفی بزرگ تھے۔ بہترین خطاط اور شاعر بھی تھے۔ ایم۔ ۷۰

کافی امر تسریں عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے اسٹاد تھے۔

۷۱۔ سید محمد نظام الدین احمد جعفری لکھتے ہیں:

"بارھویں تاریخ شہر ربیع الاول اول عام الفیل کے مطابق سنکھی حکومت نو شیروال عادل برزو دشنبہ وقت صبح صادق آفتاب عالمت اب رسالہ مطلع قدم سے جلوہ افروز ہوا۔"

۷۲۔ مولانا احمد رضا خان بہلویؒ کے والہ مکرم مولانا نقی علی خان بہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۰۸ء نے سرور القلوب بذریح الجبوب" ۱۲ ربیع الاول کو سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی علیہ الیحیۃ والثنا رکایوم ولادت فرار دیا ہے۔

۷۳۔ ملا واحدی ایڈیٹر "نظم المشائخ" دہلی لکھتے ہیں:

"۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔"

۷۴۔ پنجاب یونیورسٹی کے شائع کردہ "اردو معارف اسلامیہ" جو اہل علم کی تحقیق کے بعد مرتب کیا گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے متعلق لکھا ہے:

"ہمارے رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت موسیٰ مباریں دشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول شمسی عام الفیل شہر کو مکمل تر

میں ہوئی۔ جمہور کے نزدیک ولادت مبارک کی تاریخ فتنی حساب سے ۱۲ ربیع الاول ہے۔^{بُشْرَةٌ}

۴۷۔ ایس ایم نازنے "مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا" لکھا ہے۔ اس کی تیری جلد میں لکھا ہے۔

"ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو مکمل کردہ میں قریش کے رب سے معزز گھرانے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے"۔^{بُشْرَةٌ}

۴۸۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے ۱۳ ذوری شوال (۱۲ ربیع الاول ۹۹ھ) کو منظمة سعدی قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر "حیات طیبہ ایک نظریہ" کے عنوان سے ایک انتہا بچہ شائع کی۔ اس میں بھی حصہ پاکہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول سنه عاصم الفیل ۲۰ اپریل ۱۹۵۶ء درج ہے۔^{بُشْرَةٌ}

۴۹۔ کوئی نعلام مصطفیٰ نے بنگالی میں "بشنوبھی" مکتب لکھی ہے وہ بھی ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت لکھتے ہیں۔^{بُشْرَةٌ}

۵۰۔ علامہ سید محمود احمد رضوی اپنی کتاب "دین مصطفیٰ" میں نقطہ از ہیں:

"وافعہ فیل کے باون یا چھپن روز کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل شہر کو حصنو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی"۔^{بُشْرَةٌ}

۵۱۔ قم عینی ایک مضمون "رسول اکرمؐ کی صحیح تاریخ ولادت میں لکھتے ہیں:

"اس وقت جتنی بھی اسلامی تاریخ کی کتابیں موجود ہیں، ان میں اسلامیہ نہیں ربیع الاول پر سب کااتفاق ہے اور زیادہ تو اصحاب سیرہ و مؤلفین کا اجماع یا رہ ربیع الاول پر ہے۔^{بُشْرَةٌ}

۵۲۔ مولانا قاری احمد تاریخ مسلمانان عالم کی بہلہ دوم موسوم بـ "تاریخ مصطفیٰ" میں نقطہ از ہیں:

"۱۲ ربیع الاول کی صحیح صادق کتنی حسین و سعیدہ ساعت تھی تھی جبکہ رسول اکرمؐ، رحمۃ للعلیمین اور خاتم النبیین کا خلعت فاخرہ زیر تمن فرمائے عبد المطلب

کے گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔ ۸۰
۸۰ - آغا اشرف نے حال ہی میں ایک کتاب "محمد سید لولاک" لکھی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

"آپ بارہ ربیع الاول پیر کے روز میں اپریل شہر کو صبح کے وقت جناب آمنہؑ کے بھائی مکہ میں پیدا ہوئے۔ ۸۱

۸۱ - مولانا جبیب الرحمن خان اپنے ایک مضمون "ولادت خبر الانامی" میں لکھتے ہیں کہ "رواہتی جائزے سے ثابت ہوتا ہے کہ دوشنبہ کا دن، بارہویں ربیع الاول اور عالم الفیل کا سال تھا۔" ۸۲

۸۲ - مولانا حیثم ابوالبرکات عبد الرؤوف دانیپوری "اصح السیر" میں رقمطراز ہیں:
"آن (حضرت عبد اللہؓ) کے انتقال کے بعد آٹھ یا بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن صبح صادق کے وقت حضور پیدا ہوئے۔" ۸۳

۸۳ - "قصص الاتبیار" بوسیح قلام علی اینڈ ستر نے شائع کی، میں لکھا ہے:
"بعد بیالیں برس حکومت اوسیروان کے پھلی رات میں شروع آیا۔ یعنی میں بارہویں تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کی رات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔" ۸۴

۸۴ - حافظ نذر محمد نے "محدث" کے رسول نمبر میں بارہ ربیع الاول ۲۲ اپریل شہر تاریخ
ولادت لکھی ہے۔ ۸۵

۸۵ - فیروز ذکوی اپنی تالیف "پیارے نبیؐ کے سارے حالات" کی جلد اول میں تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول مطابق شہر سموار کے دن ہوئی۔ ۸۶

۸۶ - کاش ابنی نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بروز پیر ۱۲ ربیع الاول شہر قبل ہجرت لکھی ہے۔ ۸۷

۸۷ - اردو اور سنجابی کے نعمت گو شاعر، ادیب، مورخ اور ماہنامہ "نعمت" لاہور کے

ایڈیٹر راجا شیعہ محمود سینسٹر مہر مضمون پنجاب نیکسٹ بک بورڈ اپنی کتاب "میرے سردار" میں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۴ ربیع الاول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے۔ ۸۸

۸۸ - نذیر احمد سیماں قریشی نے اپنی تالیف "خاتم النبیین" جو کہ نہ لامہ میں لکھی تھی۔

ولادت رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لکھا ہے :

"۲۹ اگست شہر مطابق ۱۴ ربیع الاول بروز سوموار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو سال اور ذوالقرنیین کی وفات سے آٹھ سے چورائوے برس اور حضرت آدم علیہ السلام سے چھ بہار سات سو پچاس سال بعد عالم جستی میں تشریف لانے۔" ۸۹

۸۹ - عبد الرحمن شوقي نے تاریخ اسلام لکھی ہے۔ وہ پہلی جلد میں رقمطرانہ ہیں :

"عام الفیل کے مشور سال ۱۳ هجری میں ہم مسی کو یعنی سالہ ہجری کے بادن سال قبل ۱۴ ربیع الاول پیر کے دن ہادی اسلام حصور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ اپر علیہ اللہ عز وجلہ حضرت آمنہ رضی رکن مقدس سے پیدا ہوئے۔" ۹۰

۹۰ - نواب شیعہ محمد صدیق حسن خان نے لکھا ہے :

"ولادت شریف مدّ کردہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب ۲۷ ذی القعده ۱۴ ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔ جمیور علماء کا یہی قول ہے۔ ابن الجوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔" ۹۱

۹۱ - ابو الجلال ندوی نے لکھا ہے :

"سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم میں پہ کو دوشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۱۳ هجری۔ ہکی صحیح کو پیدا ہوئے۔" ۹۲

۹۲ - تفاصیل عبد الداہم دامت ایڈیٹر جام عینان لکھتے ہیں :

"یہ حقیقت ہے کہ متعدد تاریخی دلائل کے علاوہ تقویم کی رو سے جھی بارہ ربیع الاول ہی صحیح ہے۔" ۹۳

۹۳ - مولوی محمد عبد اللہ خان سابق پروفیسر ہندوستانیج پیالہ اپنی کتاب خطبات نبوی

میں رقمطراز ہیں :

”حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ، احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
بِرَوْزِ پَيْرِ الْأَوَّلِ ۖ لَكُمْ بَعْدَهُ بِرَوْزِ سَيِّدِنَا آدمٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمِقَامِ مُحَمَّدٍ
ظَهُورٍ پَذِيرٍ ہوئی“ ۖ اللہ

۹۴ - سید آں احمد رضوی لکھتے ہیں :

”۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کے دن مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۷۶ء کی مبارک
صبح کو بی بی آمنہ رحمت کے بطن مبارک سے انبیا رکے امام دنیا بھر کے انسانوں کو
ہدایت دینے کے لئے تشریف لائے“ ۶۳

۹۵ - مولانا عبد السلام ہمدانی امرتسری ”افتبا رسالت“ میں لکھتے ہیں :

”۱۲ ربیع الاول کو جسیب خدا فخر کو نین سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مولود مسعود سے اہل جہان کو متفرخ و ممتاز فرمایا۔“ ۶۴
۹۶ - مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں :

”بارہ ربیع الاول پیر کے روز میں اپریل ۱۸۷۶ء کو صبح کے وقت جناب آمنہ
کے بیان ولادت ہوئی“ ۶۵

۹۷ - مولانا محمد عاشق الہی میرٹھی نے ”ماہتاب عرب“ میں لکھا ہے :

”سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ۶۲ھ کسردی کو دو شنبہ کے
دن صبح کے وقت کو مکرہ میں پیدا ہوئے“ ۶۶

۹۸ - جناب امیر الدین نے ”سیرت طیبۃ“ میں لکھا ہے :

”آپ بارہ ربیع الاول بروز دو شنبہ مطابق اپریل ۱۸۷۶ء کو مکرہ میں
بعض صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل کے پچاس یا پچپن
دن بعد، حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو تیرہ سال بعد ہوئی“ ۶۷

۹۹ - سید ریاض احمد نے ”قصص الرسول“ میں لکھا ہے :

”ہمارے نبی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱ اپریل ۱۸۷۶ء کو
 سعودی عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ سمووار کا دن اور اسلامی تہیین ربیع

کی بارہ تاریخ تھی۔ مسئلہ
100۔ خواجہ محمد شعیب نے ماہنامہ "تاج" جید رہا د کے "میلاد نبڑ" میں ایک مضمون نور
محمدی لکھا جس نور خیر الامر صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق یہ تحریر
فرمایا:

"بارھویں تاریخ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن بعد نہ فتنہ بر س آدم
علیہ السلام کے ہزار جاد و جلال حضور پر نور، سرور عالم، فخر بنتی آدم، رسول
کرم، شفیع الامم، سیدہ دوسراء، محبوب کبریاء، سریع الاصفیاء، تاج الانبیاء، شمس
الشچاء، بدرا اللہ جی، احمد مجتبی، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وسلم نے طہور
اجلال فرمائے جمال جہاں آزار سے فرش خاک کو منور فرمایا۔"

101۔ مولانا ابو الفیض محمد عبید الکریم حشمتی رضوی رقمطرانی ہیں:

"۱۲ ربیع الاول شریعت کو سید العالمین شفیع المذهبین، محسن کائنات حصل اللہ
علیہ وسلم و سلم کا ظہور ہوا۔"

102۔ خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے:

" ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو دوشنبہ کے دن آدم کی پیشافی نہ نور، نوح،
ابراهیم کے وال بھائیوں، اسماعیل مکنی راحت جان، ہاشم و عبید اللہ کے گھرانے کی
شان، غریبوں کا حامی، بکیسوں کا سہنابی بنی آمنہ خ کے پیٹ سے تو لہ بوات
103۔ حضرت بجدد الافت ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت سمجھتے تھے اور اس
دن کو نیازِ نبوی کے لئے قمر قمر کے کھانے پکانے اور ایک لمحہ منعقدہ کرنے کا خود دیتے تھے۔

104۔ مولانا سید محمد مسین ہاشمی نے بھی ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ولادت قرار دیتے ہیں۔ مسئلہ

105۔ بھارت کے بزر القادری لکھتے ہیں:

" ربیع الاول کے ماہ منور کی بارھویں تاریخ کو خدا کے محبوب، دویادھ کے
مددوچ، سر زمین گئی پر آیت نور کی تفسیر بن کر جبوہ گز ہوئے۔"

- ۱۰۶ - مہنسارہ مولوی "دہلی کے رسول" نمبر ۲۵۵ھ میں ہے :
- "ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ متحی کہ ولادت نبویؐ کا نور ایک پروردہ صنیا بن کر تمام عالم امکان پرستا ہو گیا۔" ش
- ۱۰۷ - مرتضیٰ حیرت دہلوی نے اپنی تالیف "الحمد لله" میں لکھا ہے :
- "آپ ۱۲ ربیع الاول سال فیل میں پیدا ہوئے۔" ش
- ۱۰۸ - مولانا عبد العظیم شمرد "خاتم المرسلین" میں رقمطراز ہیں :
- "ربیع الاول کی بارہویں تاریخ اور دوشنبہ کا روز تھا کہ آخر شعب کو آپ میں کے شکم مبارک سے دینا میں آئے۔" ش
- ۱۰۹ - ابو الحسنات قطب الدین احمد نے "جیسا الاذکار فی ذکر سید الرحمان" میں لکھا ہے :
- "ربیع الاول کی بارہویں تاریخ صبح صادق کے وقت رسالت مبارکہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔" ش
- ۱۱۰ - مولانا عبد الاستیجان "میلاد النبی" میں لکھتے ہیں :
- "دو شنبہ کے دن بارہویں تاریخ ربیع الاول کے میئنے میں صبح صادق کے وقت حضرت مبدی رجڑ و کل احمد مجتبی، محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم نے باہرار جاہ و جلال اپنے جمال جہاں آرا سے تمام عالم کو منور فرمایا۔" ش
- ۱۱۱ - تریس احمد جعفری "رسالت مبارک" میں رقمطراز ہیں :
- "تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ لیکن اکثریت آثار اس طرف ہے کہ آپ ۹ ربیع الاول اور بعض دوسری ثقہ روایتوں کے موجب ۱۲ ربیع الاول کو پروردہ عدم سے عالم وجود میں آئے۔ دوشنبہ کامبارک دن تھا۔ آپ تکے ولادت کا وہی سال تھا جو مکہ پر ابرہیم کی فوج کشی کا تھا۔" ش
- ۱۱۲ - احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد القسطلانی التیتی المصری الشافعی کی کتاب "مواہب الذهاب" کا ترجمہ محمد عبد الجبار خان نے کیا جو ۲۳۲ھ میں تاج پریس جید راپاڈ دکن سے شائع ہوا۔ اس میں لکھا ہے :

”مشور قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کے دن باہتوں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ اس توں پہلی مکہ کا عمل ہے کہ وہ لوگ اس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا جونے کی جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔“

انگریزی کتب بہرہ اور حضور کی تاریخ ولادت

”۱۱۳۔ ٹیپل یونیورسٹی کے پروفیسر اسماعیل الفاروقی اپنی کتاب ”میں رقرطراز ہیں : “The Life of Muhammad”

”The majority, however, agree that Muhammad was born on twelfth of Rabi-ul-Awwal.“ ²⁸²

”اکثریت اس پر متفق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔“

”۱۱۴۔ جامعہ علمیہ اسلامیہ دہلی کے شعبہ اسلامیات کے پروفیسر ڈاکٹر ماجد علی خان ”پن کتاب“ میں ”Muhammad - The Final Messenger“ لکھتے ہیں :

”Sayyidana Muhammad (Sallallahu `alaihi wa Sallam) was born on Monday, the 12th of Rabi-ul-Awwal to the most historians.“ ²⁸³

”مورخین کی اکثریت کے مطابق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو پر کے دن پیدا ہوئے۔“

”۱۱۵۔ ڈاکٹر عطاء رحمی الدین نے اپنی کتاب ”The Arabian Prophet“ میں لکھا ہے :

"He was born as the son of Abdulla and Aminah at Mecca on the 12th Rabi-ul-Awwal in the year of Elephant" ²⁸⁴

"اپنے حضرت عبد اللہؑ اور حضرت آمنہؓ کے فرزند ۱۲ ربیع الاول کو مکہ میں پیدا ہوئے۔"

" ۱۱۵ - الحاج فاسِم علی "Muhammad - a Mercy to all the Nations" میں لکھتے ہیں :

"The Holy Prophet was born on Monday, being the 12th day of Rabi-ul-Awwal" ²⁸⁵

"پیغمبر مقدسؐ بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔"

" ۱۱۶ - ایس۔ اے سالک : "The early Heroes of Islam"

"On the 12th of Rabi-ul-Awwal in the year 570 A.D. when Anu-Shirvan was adorning the throne of Pessia Hadrat Muhammad first saw the light of day at Mecca in the family of Abd Munaf, the noblest family in Arabia" ²⁸⁶

"ربیع الاول کی بارہ تاریخ ششمہ میں جب ایران میں نوشیروان کی حکومت تھی۔ حضرت محمدؐ عبد المناں کے خاندان میں جوعہ کامعزز ترین خاندان میں، کمر کے شرمیں پیدا ہوئے۔"

" ۱۱۷ - پروفیسر محمود بریلوی نے اپنی انگریزی کتاب "بیرت بنی" میں لکھا ہے :

"According to the calculation, however, of Dr. M. Hamidullah of Paris, it was 12 Rabi 1, 53 before Hijrah /17 June, 569 C.E. Monday." ²⁸⁷

۱۱۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے حسابات کے مطابق ۱۲ ربیع الاول شمسہ قبل ہجرت، ۱ جون ۶۹ھ یسوسی پیر کا دن ہے۔ اس دن آنحضرت اس دنیا میں تشریف لائے۔

۱۲۰۔ خالد گا بار (Khalid L. Gauba) نے اپنی کتاب "The Prophet of Desert" میں ولادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول شمسہ قبل ہجرت لکھا ہے۔

۱۲۱۔ دھکہ کے پروفیسر کے۔ علی نے اردو، بنگالی اور انگریزی میں تاریخ اسلام لکھی ہے۔ ان کی تحریزی کتاب "A study of Islamic History" میں ہے:

"The widowed Aminah gave birth to a son on Monday, the 12th of Rabi-ul-Awwal, 570 A.D. The child was named Muhammad (Sm.)" ۲۹

"بیوہ آمنہؓ کے گھر پری کے دن ۱۲ ربیع الاول شمسہ کو ایک بچے کی پیدائش ہوئی جس کا نام محمد رکھی گیا۔"

۱۲۲۔ یہی اغظہ اور عائشہ نے "The life of Prophet" میں سو سائٹی لندن نے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے:

"On Monday, the twelfth day of Rabi-ul-Awwal in the year of elephant, Aminah gave birth to a son (Muhammad)." ۳۰

"حضرت آمنہؓ کے ہاں عام لفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو ایک بچے (حضرت محمدؐ) کی ولادت ہوئی۔"

۱۲۳۔ افضل الرحمن نے یک کتاب "Muhammad Blessing for Mankind" میں مسلم سکولز ٹرست لندن نے شائع کی۔ اس جس ولادت کے متعلق لکھا ہے:

"Muhammad (peace be upon him) was born in Mecca, Arabia (now called Saudi Arabia) on Monday 12th of Rabi-al-Awwal in the noble family of Quraish of the famous tribe of Bani Hasham." ۳۱

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب (آج کل سعودی عرب) کے شہر مکہ میں پھر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو قریش کے قبیلہ کی معزز شاخ بنو هاشم میں پیدا ہوئے۔"

غیر مسلم سپہت نگار اور سفیرہ اسلام کی تاریخ و لادت

میں نے مستشرقین کی جو کتب و کمیکس ان میں سے زیادہ تر کتب میں تاریخ و لادت درج نہ تھی۔ بعض نے صرف لادت کا سال لکھا تھا۔ اسی طرح Encyclopedia

(Encyclopedia of Religion and Ethics) & (of Religion

اوڑ) میں سفیرہ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ و لادت Encyclopedia Britannica نہیں لکھی گئی۔ تاہم چند ایک غیر مسلم سکاراز نے بھی ۱۲ ربیع الاول کا دن ہی لادت سفیرہ کا دن بتایا ہے۔ چند ایک کاذک ریہاں کیا جاتا ہے۔

۱۲۴۔ اُمیوں صدی کے عظیم فرانسیسی محقق موسیو سیدیو نے "تاریخ عرب" میں لکھا ہے:

"ان (سیدہ آمنہ) کے بطن مطہر سے ۱۲ ربیع الاول شہر کو حضرت

نبی پیدا ہوئے۔" ۲۹

۱۲۵۔ محمد علی لاہوری (احمدی) نے "سیرت نبیر البشر" میں لکھا ہے:

"آنحضرت کی ولادت کی مشہور تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہے۔" ۳۰

احمدیوں کے دونوں فرقے ہمارے نزدیک کافر ہیں۔ اسی لئے میں نے محمد علی لاہوری کا شمار غیر مسلم سپہت نگاروں میں کیا ہے۔

"کامنکی پران" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ و لادت بیان کی تھی۔

"قصیدۃ المتدود" کے نام کی ایک کتاب کے مؤلف نے علم سنجو اور ریاضتی کی امداد سے علمی اوشارہ کی تاریخ و لادت کر ۱۲ ربیع الاول قرار دیا ہے۔ جو کامنکی پران کے علم رکھنے والے مؤلف کی ہندی تاریخ کے مطابق ہے۔ (الف)

یعبد میلاد النبی بارہ ربیع الاول کو منائی جاتی ہے

پروفیسر رفیع اللہ شہاب "اسلامی معاشرہ" میں لکھتے ہیں :

"سارے دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک ۹ ربیع الاول کا دن بڑی عظمت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے اور اسے بڑے اہتمام سے منتے ہیں۔ روایات میں آپ کی پیدائش کی دو تین تاریخیں دی گئی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک ۱۲ ربیع الاول کو ان میں صبح سماجہ جاتا تھا۔ لیکن آج سے ساٹھ ستر سال پہلے مصر کے مشہور ہمیت دان جناب محمود فلکی پاشنے اس بارے میں علمی تحقیق سے ثابت کیا کہ آپ کی پیدائش ۹ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد بہت سے ملکوں میں اس تاریخ کو اختیار کر لیا گیا۔ اگرچہ ہمارے ہاں کے علماء جن میں علامہ شبیل، مولیٰ ابوالکلام آزاد اور علامہ سلیمان منصور پوری شامل ہیں، نے اسی تاریخ کو ہی صحیح تسلیم کیا ہے لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر بارہ ربیع الاول ہی کوہہ کاری طور پر صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔"

پروفیسر صاحب کی یہ عبارت پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کونے مسمان ۹ ربیع الاول کو بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ اس ترقی یافتہ دور میں آج تک ہم نے کوئی ایسی خبر نہ پڑھی ہے اور نہ ہی سُنی ہے کہ فلاں ملک میں ۹ ربیع الاول کے دن عیید میلاد النبی منائی گئی۔ پروفیسر صاحب نے ایک اور موقع پر لکھا تھا کہ ہمارے عہ میں ۱۲ ربیع الاول کو اختیار کیا کیا ہے جبکہ بعض دوسرے اسلامی ممالک میں ۹ ربیع الاول کو صحیح سماجہ جاتا ہے جبکہ لیکن پروفیسر صاحب نہ ہمیں لکھا کہ کون مملک میں ۹ ربیع الاول کو عیید میلاد النبی منائی جاتی ہے۔ دوسرہ اپنے پروفیسر صاحب نے لکھا ہے کہ آج سے ستر سال پہلے محمود پاشا نے یہ ثابت کیا تھا۔ یہ بھی انتہائی حیران کرنے والی بات ہے، محمود پاشا نے یہ بات کہ اذکر ایک صد کم قبیل کمی تھی، کیونکہ انہا فرانسیسی مقابلہ عربی میں منتقل ہونے کے بعد ۱۵۹۷ء میں اردو میں چھپا تھا۔ نیز پروفیسر صاحب نے لکھا ہے

کہ نامعلوم وجہ کی پناہ بارہ ربیع الاول کو سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا، کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ مسلمان ہمیشہ بارہ ربیع الاول کو عیدِ میلاد النبی مند تر رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام، نابغین، محدثین، مفسرین اور مورخین کے نزدیک یہی تاریخ صحیح ہے۔ وراصل کچھ لوگ دین کے بارے میں طے شدہ حقائق کے خلاف کوئی نئی بات لاگر تشکیل پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حافظ الرحمن سیوطہ راوی نے لکھا ہے کہ عوام میں تو مشہور قول یہ ہے کہ ۱۴ ربیع الاول تھی۔ اور بعض کمر و روایات اس کی پیشتر پڑھیں۔ ۹۹۷ء فوسس صداقوس۔ مولانا کے نزدیک ابن عباس، حضرت جابر، ابن اسحاق، ابن ہشام، ابن کثیر، ابن خلدون، طبری، شاہ ولی اللہ، عبد الحنفی محدث دہلوی کی روایات کمزور ہیں اور محمود پاشا کی بات مضبوط ہے جس کی کتاب پارسائی تکمیل کا کسی کو علم نہیں اور اُس کے دھن میں بھی اختلاف ہے۔ جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ فکلی پاشا کا مقالہ کس زبان میں تھا وہ بھی اسی پر ایمان لائے بیٹھے ہیں۔ یا للعجب۔

اب ہجم دیکھتے ہیں کہ مکہ، مدینہ اور دیگر اسلامی ممالک میں قدیم ورے کس دن عیدِ میلاد منانی جاتی ہے۔

مکہ معظمه میں عیدِ میلاد النبی

مکہ مکرمہ میں عیدِ میلاد النبی برڑی دھوم دھام سے منانی جاتی تھی۔ ماہنامہ طریقت لامبور کے جنوری ۱۹۶۸ء کے شمارے میں لکھا ہے :

”روز پیدائش آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ میں برڑی نوشی منانی جاتی ہے۔ اس کو یوم ولادت رسول اللہ کہتے ہیں۔ اس روز جلیلیاں بکثرت بیکھتی ہیں۔ حرم شریعت میں جنپی مصلائے کے سچھے مختلف فرش بچایا جاتا ہے۔ شریف مکہ اور کمانڈرِ حجاز میں اسٹاف کے، بیان فاخرہ نرق بر ق پہنے ہوئے ہکر موجود ہوتے ہیں۔ اور حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعمت شریعت پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریعت سے مولد النبی تک دورویہ لاٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں۔ جائے ولادت اس روز

بُقْرَةٌ تُورِّبَنِي ہوتی ہے۔ جاتے وقت ان کے آگے مولودخواں منایت خوش الحافی سے نوت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۱۱ ربیع الاول بعد از نماز عشار حرم محترم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے۔ ہبجے شب تک نعمت، مولود اور ختم پڑھتے ہیں۔ اور اس رات مولد النبی پر مختلف جماعتیں جا کر نوت خوافی کرتی ہیں..... ۱۲ ربیع الاول کی مغرب سے ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپ سلامی کی قلعہ جیادے سے ترکی تو پھانہ سر کرتا ہے۔ ان دنوں میں اہل کہہ بہت جشن کرتے، نعمت پڑھتے اور کثرت سے محافل میلاد منعقد کرتے ہیں۔ ۱۳

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ اہل کہہ ۱۲ ربیع الاول کو ہبی عید میلاد النبی منایا کرتے تھے۔ اس کی تصدیق دیگر علماء کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے۔ چند ایک ملاحظہ ہوں:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوة" میں لکھا ہے:

"عمل اہل کہہ برین سنت در زیارت کردن ایشان مومنع ولادت شریف را دریں شب و نواندن مولود آپنے از آداب واوضاع آئنت در شب و از دم" ۱۴

"اہل کہہ بارھویں شب کو مکان ولادت کی زیارت کرتے، مولود پڑھتے اور جو کچھ بھی اس کے آداب واوضاع ہیں، ادا کرتے ہیں۔"

شیخ قطب الدین الحنفی

شیخ قطب الدین الحنفی بارہ ربیع الاول کو اہل کہہ کے معوال کے متعلق لکھتے ہیں

"یزار سولدا النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکانی فی اللیلة
الثانیة عشر من ربیع الاول فی کل عام فیجتمع الفقهاء و
الاعیان علی نظام المسجد الحرام والقضاء الاربعة بعکة

المشرفة بعد صلاة المغرب بالشمع الكثيرة والمفرعات والفوانيق والمساعل وجميع المساحات مع طوائفهم بالاعلام الكثيرة ويخرجون من المسجد الى سوق الديبل ويمشون فيه الى محل مولد الشرف باذدحام۔ ۲۹۹

”ربيع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا۔ تمام علاقوں کے علماء، فقہار، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے۔ ادایگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولہ البنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جاتے۔ ان کے انخوں میں کثیر تعداد شمیعین، فانوس اور شعلیں ہوتیں۔ وہاں لوگوں کا اتنی کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی۔“

جمال الدین محمد بن جاراللہ بن طبیہ

”ہر سال مکہ مشرفہ میں ۱۲ ربيع الاول کی رات کو (اہل مکہ) یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفار کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تمیوں مذاہب، فقہ کے ائمہ، اکثر فقہار، فضلاء اور اہل مولد شریف کے موضوع پڑھتے ہوئے ہیں۔“

مکہ مغطیہ کی تقریب میلاد

”مکہ مغطیہ کے اخبار“ القبلہ نے ۱۹۱۶ء میں منائی جانے والی عید میلاد کی روپیوں لکھی:

”گیارھویں ربيع الاول کو مکہ مکرمہ کے درد دیوار عین اُس وقت تو پوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریفہ کے موذن نے نمازِ عصر کے لئے اللہ اکبر، اللہ اکبر

کل صد اپنے کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مبارکباد دینے لگے مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ تحریت جیسے نے مصلح اخونی پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد رب سے پیٹے قاضی القضاۃ نے حسب دستور تحریت صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شریجی شامل تھے، بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقم ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شامدار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ مولود النبی کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے مولود النبی تک راستے میں دور ویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا۔ اور خاص کر مولود النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع دہال پسیخ کر مودب کھڑا ہو گیا۔ اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے یہ رت احمدیہ بیان کی۔ اس کے بعد شیخ فواد ناب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی۔ آخر میں قابل مقرر نے ایک نعمتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سُن رسمیں نہایت محفوظ ہوئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام دفاتر، کچریاں اور مدرس بھی بارھویں۔ ربع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دئے گئے۔ اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ تما سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسّرت کے ساتھ پھریہ دن دکھے۔ آمیں۔ ایں دعا از من

واز جملہ جہاں آمیں باو ۷۴

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "فیوض الحرمین" میں فرماتے ہیں:

وَكُنْتُ قَبْلَ ذَلِكَ بِسَكَةِ الْمَعْظِمَةِ فِي مَوْلَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ وَلَادَتِهِ وَالنَّاسُ يَصْلُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَذْكُرُونَ أَرْصَادَهُ أَنَّهُ الْقَى ظُمُوتَ فِي وَلَادَتِهِ وَمَشَاهِدَهُ قَبْلَ بَعْثَتْهُ فَرَأَيْتُ أَنوارًا سَطَعَتْ دَفْعَةً وَاحِدَةً لَا أَقُولُ أَنَّ

ا دركتنا ببصر الجسد ولا اقول ا دركتها ببصرب الروح فقط والله
اعلم بکیف کان الامر بین هذادو ذلك فتأملت لتلك الانوار
خو جد تھا من قبل الملائكة المؤكليں بامثال هذه المجالس
درأیت بمخالطہ انوار الملائكة انوار الرحمة ۲۷

"میں ایک مرتبہ مکہ مغاظہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
باسعادت کے دن (۱۴ ربیع الاول کی رات) ایک ایسی محفل میلاد میں
شریک ہوا، جو مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منعقد ہوئی تھی۔ جس میں
لوگ ہر یہ درود وسلام پیش کر رہے تھے۔ اور وہ واقعات بیان کر رہے
تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ کی
بعثت سے پہلے ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار و تجلیات کی
بارش ہو گئی۔ انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کی ہوش نہیں کہ میں نے
ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے۔ بہر حال جو بھی ہو میں
نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشت ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی
وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مأمور کئے گئے ہوتے ہیں۔ اور میں
نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو
رہا تھا۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل مکہ ہمیشہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اہتمام سے منتے تھے اور بارہ ربیع الاول کی شب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
محفل میلاد منعقد ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ نام صحیح
علم اہل مکہ کو ہی ہو سکتا ہے۔ جہاں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔
اہل مکہ کے علاوہ اہل مدینہ، اہل مصر، مین، شام اور تمام عالم اسلام شرق نا غرب ہمیشہ
سے حضور اکرم علیہ السلام کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آئے
ہیں ۲۷

مدینہ طیبہ میں یوم میلاد النبی ﷺ

مدینہ طیبہ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم میلاد ۱۴ ربیع الاول کو بھی منایا جاتا ہے۔ علامہ مفتی عنابیت احمد کا کوروئی "تاریخ جیب اللہ میں" رقمطرانہ ہیں۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے اور کم مغناطہ میں بر مکان دلا دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مدینہ منورہ میں آج کل بھی ۱۴ ربیع الاول یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں رہنے والے نور حزیں نے ہمیں بتایا ہے کہ مدینہ منورہ میں ۱۴ ربیع الاول شریف کو یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے گھروں میں اہل محبت اپنی اپنی حیثیت کے مرٹا۔ میں، زیادہ شہرت نہیں کرتے اور ہر طرف سے لوگ حرم نبوی میں جو ق در جوں سے ہیں۔ اور ایام حج کا س منظر ہوتا ہے۔

صرہ میں میلاد النبی ﷺ

ایڈورڈ ولیم لین ربیع الاول ۱۸۵۲ء میں قاہرہ میں قاہرہ میں تباہہ گیا۔ اور وہاں منائے جانے والے جشن میلاد کا ذکر اپنی کتاب "Mīlād al-Nabī" میں کیا تھا۔

"ربیع الاول کا چاند ہونے بھی فاہرہ میں جشن میلاد النبی ﷺ کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ تھواں بالخصوص شہر فاہرہ کے جنوب مغرب کی جانب محلہ برکتہ الاذکریہ کے ایک بڑے میدان میں منایا جاتا ہے۔ بر سات کے دنوں میں یہ جگہ پورا تالاب بن جاتی ہے جس کے کنارے میلاد کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ جب بارش نہ ہو تو شکم تالاب میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ تماشائیوں اور خصوصاً درویشوں کے لئے یہاں کئی بڑے بڑے ڈیرے اور شامیانے نصب کر دیتے جلتے ہیں۔ اور بارہویں ربیع الاول تک ذکر و

شغل کے لئے ان میں درویش آتے جاتے رہتے ہیں، نتھے اٹور ڈولیم لین ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۵ھ کی رات کے چشم دید واقعات یوں بیان کرتا ہے، "شبِ دوازدھم کو جو خصوصاً شبِ میلاد کھلائق ہے، یہیں پھر سیلے کے مقام پر گیا۔ یہاں کوئی سائٹھ ستر درویش ایک شامیانے میں ذکر کر رہے تھے۔ اس حلقة میں مختلف سلسلوں کے درویش تحریکیں تھے، مگر ذکر اس وقت ہو رہا تھا، وہ خصوصاً سلسلہ بیویہ کا تھا۔ جس میں ذاکر یا اللہ کے نعمے لگاتے ہیں، اور ہر نعمے کے ساتھ اپنا سر جھکاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی پنے ہاتھ پلیپہ کی شکل میں سینہ کے سامنے کرتے ہیں اور پھر سراٹھاتے ہیں، نتھے شیخ محمد صنامصری نے بھی یومِ میلاد کو قاہرہ میں منعقد ہونے والی میلاد کے محفوظ اور پایا یہ جلوس کا ذکر کیا ہے نتھے اس سے واضح ہو گیا کہ اہل مصر بھی ۱۲ ربیع الاول کو ہی یومِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم آئا ہے وسلم منایا کرتے ہیں۔

حضرت کی ولادت اور اہل تشیع کا عقیدہ

ابن حکیم کے شیعہ ۱۷ ربیع الاول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مانتے ہیں۔ ایران کے الحاج شیخ عباس قمی نے "زندگانی حضرت محمد" میں لکھا ہے، "بد انکہ مشهور میں علماء امامیہ آنست کہ ولادت یا سعادت آنحضرت در ہفتم ماہ ربیع الاول بود" نتھے علمائے امامیہ (شیعہ) میں پیشہ ورد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سترہ ربیع الاول کو ہوتی۔ مضمون "چھاؤہ معصومین" میں ذاکر مسعود رضا خاکی لے لکھا ہے:

"تاریخ ولادت عام مسلمانوں میں ۱۲ ربیع الاول تسلیم کی جاتی ہے۔ کوئی ۹ اور کوئی ۱۰ بتاتا ہے۔ لیکن فقہ جعفریہ کے علماء کے نزدیک طے شدہ تاریخ

ولادت ربعی الاول ہے۔ سن ولادت پرسب کااتفاق ہے کہ سالہ عام
الفیل ہے، نائے

لیکن علامہ محمد باقر مجلسی "حیات القلوب" جلد دوم میں لکھا ہے:
”محمد بن یعقوب کلمی بن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرتؐ کی ولادت جب
ہوئی تو ماہ ربيع الاول کی بارہ راتیں گذر چکی تھیں“ اللہ
یہی روایت ”جلدار العیون“ جلد اول میں بھی موجود ہے۔ نائے تهران سے چھپنے والی
کتاب ”سیرت رسول اللہ“ میں رفیع الدین احسان بن محمد ہمدانی رقمطرانہ میں:
”روز دوشنبہ بود، دوازدهم ماہ ربيع الاول کہ سید علیہ السلام اذ مادر
بوجود آمد، آس سال بود کہ اصحاب فیل قصہ مکہ کرده بودند۔“
”پیر کے دن ربيع الاول کی بارہ تاریخ سیہ دوالہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
والدہ کے بطن اطہر سے اس دنیا میں تشریف لائے۔ اسی سال اصحاب فیل
نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔“
اس سے پتہ چلا کہ اہل شیعہ کے بعض علماء کے نزدیک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا یوم ولادت بھی ۱۲ ربیع الاول ہے۔

امصارہ اور پاہیک ربیع الاول

”موہب لدنیہ“ میں علامہ قسطلانی کہتے ہیں:
”کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کی امصارہ راتیں گذرانے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔
اور کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ آپ پیدا ہوئے.....
یہ دونوں قول بالکل غلط ہیں کیونکہ کسی جدید یا قدیم سیرت نگار نے ان میں سے کسی کو انتیاب
نہیں کیا اور نہ ہی ان کو جھوہر مورثیں نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے خود
بھی ان اقوال کو نقل کر کے غیر لفظی قرار دیا ہے۔

محمد پاشا فلکی کون تھا؟

موجودہ دور کے بہرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاول ولادت کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ پونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی، اس لئے ۹ ربیع الاول یوم ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اُس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبیل نعمان شاہ اور قاضی سیدمان منصور پوری شاہ نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے مفتی محمد شفیع شاہ کی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ ارجمن سیوہاروی نے قسطنطینیہ کا مشورہ بھیت دان اور بنجم بتایا ہے۔ قسطنطینیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو تُرکی کا مشورہ شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ تُرکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا تُرکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے "نتائج الافہام" کے نام سے عربی میں کیا تھا۔ اس کتاب کو مولوی سید مجحی الدین شاہ، صاحب صحیح ہائیکورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ بیہ رجہہ اب نہیں ملتا یہ کہ

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہؓ، تابعین اور دیگر قدماں کی روایات کو جھبٹلانے کے لئے ان پر اختصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کی جاتا ہے، انہی کو وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سامنے اُس کے متعلق پہنچنے والے اُس کی لفی کر دیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو دشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی نیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے

سیاروں پر کہنے پر ڈالنے کی کوششیں کر رہا ہے، برطانیہ کے ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشیں گوئی کر سکیں۔ یونیورسٹی آف لندن کے شعبہ طبیعت و علوم فلکیات کی رصدگاہ اور رائل گریوس پیج آبرویٹ کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نے چاند کی پیشیں گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات صنیار الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حصتی رائے نہیں کی جاسکتی تو اپنی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو بہتے کافلاں دن تھا، اس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب بھارتے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

حضرت سے قبل کے تقویمی حسابات ناممکن ہیں

سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الحجہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۸ھ (۱۲ جولائی ۷۵۴ء) کو محدث اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے، لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حصتی طور پر کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بعثت نبویؐ سے قبل عرب یہیں کوئی باقاعدہ کیلنہ نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے ہمینوں میں رو بدل کر لیا کرتے تھے۔ اور یعنی اوقات سال۔ تیرہ یا چودہ ہیئتے بنادیا کرتے تھے۔ مفتی احمد بارخان نعیمی تفسیر نور العرفان " یہی رقمظہ از ہیں ۔" "کفار عرب محروم ہمینوں یعنی رجب، ذی قعده، ذا الحجه، محمد م کی حرمت کے ہر سے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ کرنے حرام سمجھتے تھے۔ لیکن اگر کبھی دوڑ جنگ میں یہ ہیئتے آ جلتے تو انہیں ناگہ اگر کرنا۔ اس لئے محمد م کو صفر، ذ رحہ، کو محرم بنایتے یا جب کبھی حرمت کو ہٹانے کی ضرورت ہوں کرتے تو ایسے ہی ہمینوں کا تبادلہ کر لیتے تھے۔ اس تبادلی کا نام نہیں ہے۔" تاہم ہمینوں کے رو بدل کے بارے میں ابو الحسن سید محمد احمد قادری لکھتے ہیں: "محرم کی حرمت کو صفر کی طرف بٹا کر محروم میں جنگ خارجی رکھتے اور بجاۓ

اس کے صفر کو ماہ حرام قرار دے لیتے۔ ”^{۱۷} صاحب ”فتح الباری“ نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے، ”بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے۔“ اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دیتے۔ ”^{۱۸} تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف موجز کر دیتے۔ ”^{۱۹}

عربوں کی اس روشن پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا الظِّيَّةُ زُيَّادَةٌ فِي الْكُفْرِ۔ ”^{۲۰}

عرب صرف یہ نہ آگے پیچے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بن لیتے تھے۔ تفسیر الحازن کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ میئے بنادبنت تھے جسکے علامہ مودودی لکھتے ہیں:

”عرب کے لوگ نسی کی خاطر مہینوں کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ بنایتے تھے۔“^{۲۱}

حضرت پیر محمد کرم شاہ الاذہری نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں تحریر فرمایا ہے:

”قری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا۔“^{۲۲}

جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل دیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ میئے بھی بنایا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہو گا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس کس سال میں نسی کی گئی۔ مولوی الحسن البنی علوی پرست محققہ ”یہرثت بنوی کی توقیت“ میں لکھتے ہیں: ”یہ مسلمہ ہنوز نشہ ہے کہ سامنے ہجری سے نشہ ہجری تک نسی کا مہینہ کون سالوں میں بڑھا گی۔ اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاشِ دوکوشش کے باوجود اوراقِ تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنابر کوئی کوئی اصول یا فاعدہ کلیہ پیش کیا جاسکے۔“^{۲۳} جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کون سالوں میں نسی کا مہینہ بڑھا گی تو ولادتِ باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے: ”قابلِ اعتماد

ذارع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین بھی وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر بالآخر کسی جگہ کی بالکل درست معلومات میر آجائیں۔ تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ آنکہ فورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیس تھے

G. Margoliauth

لکھتے ہیں :

“ It is not, however, possible to make pre-Islamic Calender.

”جاپانی تقویم کا بنانا بہر حال ناممکن ہے۔“^{۲۴}

یہ بات واضح ہو گئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ حتاہا ممکن ہی نہیں ہیں۔ پس ہمیں صحابہ کرامؐ، تابعین اور موئیین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔ محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعی لا حاصل کی۔ انہوں نے ہمچر بربع الاول کو پیر کا دن بتایا۔

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اب زیج (زاچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ہر بربع الاول کو پیر کا دن نہما۔“^{۲۵}

اس سے ساف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔ پس ہم ماہرین فلکیات اور زاچہ بنانے والوں سے تفاہق نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے بھی اقوال صحابہؓ و تابعینؓ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

بات کس کی ماہیں؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انبیوی صدی کے یک منجم سے اتفاق کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھاڑا و بھانی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قول صحیلہ یا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ کس کو علم ہو سکتے ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمر زاد

مجھانی ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اَصْحَابِيُّ كَانُوْمُ بَايْهِمْ اِقْتَدَ يُنْتَهِ اَهْتَدَ يُنْتَهِ
”میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کر دے گے ہدایت پا دے گے“
قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضاۓ الہی کی سند عطا کر دی اور فرمایا :
دَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضَوْعَنْهُمْ ۝ (التران (صحابہؓ) سے راضی ہوا
اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے)

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو برگزتیں میں کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ،
اول نک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل
هذا الامة ابرها قلوا ، واعمقها علماً واقلها تکلفاً

اختارهم الله بصعبۃ نبیہ ولا فامة دینہ . ۲۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی امت میں رب سے افضل تھے۔
ان کے دل سب سے زیادہ پاک، ان کا علم سب سے گمرا، وہ تکلفات میں
سب سے کم، اللہ نے انہیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے
لئے اور افمارت دین کے لئے پختا تھا۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جیہے
عالم، پہلے یہ رستگار اور تابعی نے بھی ۱۴ ربیع الاول یوم ولادت کھانا ہے۔

حضرت پاک صاحب لاک علیہ الصلوٰۃ والتسییم کا ارشاد ہے :
”جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چھوڑ جی میں سکے لگی جہنوں نے مجھے دیکھا، جس
تے اُن کو دیکھا جہنوں نے مجھے دیکھا۔“ لکھہ
اس حدیث پاک میں ”صحابہ کرام“ اور تابعین کو دوزخ سے براءت کا نشیفیکیٹ دے
 دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ اور اہل جنت کو چھوڑ کر بخوبیوں اور ماہرین

ریاضتی کی باتوں پر تعین کرنے کسی طرح مناسب نہیں۔

ولادت کا مسح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت موسومہ بہار میں ہوتی۔ کیونکہ موسومہ بہار دیگر موسومہ سے بہتر ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام خلق سے بہتر ہیں، اسی موسومہ میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ قریٰ میہنے سال کے مختلف موسوموں میں بدل بدل کر آتے ہیں۔ ولادت کے سال ربیع الاول میں موسومہ بہار میں آیا۔

حضرت سعید بن المیتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے :

”وَكَانَ ذَلِكَ فِي فَصْلِ الرَّبِيعِ“ ۝

”یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت موسومہ بہار میں ہوتی۔“

فصل ربیع الاول اچھا اور معتدل موسوم ہے۔ اس میں کپکپا دینے والی سردی ہوتی ہے نہ جُسا دینے والی گرمی۔ اس کی نہ رات لمبی ہوتی ہے نہ دن۔ اور یہ موسومہ، خزانہ، بازار اور موسوگرما کی تمام بیماریوں سے پاک ہوتا ہے۔ ہر طرف رنگ برنگے پھولوں اپنی فیکٹ بھیج رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موسومہ بہار کو اپنے جبیش کے دنیا میں بھیجنے کے لئے منتخب فرمایا۔ عمرہ معین واعظ لکھتے ہیں :

”ارباب حکمت کا، اس پر اتفاق ہے کہ موسومہ بہار کا آغاز تھا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ غیرہ سے عالم شہادت میں تشریف لائے ۝
شیفیق بر ملوی ایڈمیٹر“ خاتون پاکستان سکرچی لکھتے ہیں : ”ربیع الاول کے معنی ہیں بہار کا پہلا میہنہ۔ ربیع اس موسوم کو کہتے ہیں جس میں کوئی پھوٹیں، دخنوں اور پودوں پر موسوم بہار کے آثار نمایاں ہوتے گیں۔ عرب میں اس ماہ میں موسوم بہت خوشگوار ہوتا ہے۔ دنیا کے کھیتوں میں ہر یا لی نظر آتی ہے اس وجہ سے اس کو بہار کا پہلا میہنہ کہتے ہیں۔ اللہ یہ نظر کا لذت حسین اور اچھوٹا امترراج تھا کہ جہاں آب دگل میں جب سرہار صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو خزانہ اپنی بساط پر پیٹ کر خدا تھوڑی تھی اور مشاطرہ بہار عروں

چمن کو آسٹہ پیرستہ کرنے میں محو تھی اور بے رنگ خاکہ دہر میں قدرت کی زنگینیاں اور رعنایاں بھری جا رہی تھیں۔ کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

رَبِيعٌ فِي رَبِيعٍ فِي رَبِيعٍ
وَنُورٌ فَوْقَ نُورٍ فَوْقَ نُورٍ ۖ۴۵

حاصلہ حجت

پس یہ ثابت ہو گیا کہ یوم میلادت سرکارؒ بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے، کیونکہ صحابہؓ کرام، تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر تینیں رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہؓ کرام، تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کرے تو قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ اسلام کی ہربات قرآن و حدیث میں درج ہے اور قرآن و حدیث ہم تک صحابہؓ اور تابعین کے ویسے سے پہنچا۔ اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علم فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا۔ تو دوسرے ماہرین نجوم اور ماہرین ریاضتی یہ وعوی کرتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ علامہ عنایت احمد لاکوروی اور مولانا مفتی عبد القدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علم نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور شرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا ہی دن تھا۔ اس کے علاوہ اہل مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد مناتے رہے ہیں۔ اور دیگر اسلامی مذاک میں بھی ۱۲ ربیع الاول کو عبید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتی جاتی ہے۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحبِ ولاد، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبی علیہ التحیۃ والثنا، ۱۲ ربیع الاول مسیحہ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہاں تھتھ بود میں اپنے وجود عصری کے ساتھ تشریف لائے۔



- ۱ - مسلم شریف بر واپت حضرت ابو قتاده انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
- ۲ - احمد بن حنبل / بہقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
- ۳ - زرقانی جلد ۱، ص ۱۳۳ بحوالہ "سیرت المصطفیٰ" از مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد ۱، ص ۵۱ -
- ۴ - عبد الرحمن حشتنی، شیخ - حضرت محمد مصطفیٰ " ص ۵ - مترجم واحد گنیش سیال -
- ۵ - مسلم شریف بر واپت حضرت عباس رضی اللہ عنہ / صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۹
- ۶ - کتاب النکاح -
- ۷ - فتح الباری تشرح صحیح بخاری ۹ : ۱۳۵ -
- ۸ - ایضاً -
- ۹ - تاریخ البیقوی جلد ۲، ص ۱ - دار صادر صندوق بیرون، ۱۰ بیروت -
- ۱۰ - بنی الدین اولیائی، سیده، تاریخ انبیاء، ص ۳۵۲ - انتشارات زین -
- ۱۱ - عباس قمی، حاج شیخ - زندگانی حضرت محمد، ص ۱۵ - مطبوعات حسینی، تهران -
- ۱۲ - النجم ۳: ۵ -
- ۱۳ - تاریخ ابن کثیر ۲ : ۳۶۱ بحوالہ قصص القرآن از حفظ الرحمن سیو پاروی جلد سوم ص ۲۸۶ -
- ۱۴ - محمد حسین میکل، داکٹر - "جیات محمد" ص ۱۳۹ - مترجم محمد وارت کامل
- ۱۵ - "السیرة النبوية" لابن حشام (۱۹۵۵) شرکتہ مہتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البالی الجلی و اولادہ بصرہ - ص ۱۵۹ -
- ۱۶ - ضیاء القرآن ۱۵ : ۶۶۵ -

- ۱۴ - تفسیر ابن کثیر، جلد پنجم، ص ۱۰۳۔ ترجمہ نور محمد کارخانہ کتب کراچی۔
 ۱۵ - تفسیر المراغی، جلد ۱، ص ۲۴۲ مطبوعہ دارالفنون۔
 ۱۶ - معادف القرآن ۸ : ۸۱۶ ادارۃ المعارف کراچی۔

- ۲۰

Holy Qur'an - Translation and Commentary by
 Maulana Abdul Majid Vol 2. P. 634 A Taj Company.

- ۲۱ - The Holy Qur'an - Translation and Commentary by A. Yusuf Ali -P. 451.

- ۲۲ - ضياء القرآن ۵ : ۶۶۵۔
 ۲۳ - الروض الالعف، ص ۱۰۶۔
 ۲۴ - السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ص ۱۵۹۔ سیرت ابن ہشام (اُردو) ص ۸۹۔
 ۲۵ - السیرۃ النبویہ للہامم الی القدار اسماعیل بن کثیر جلد اول ص ۱۹۹ دارالمعرفت بیروت (لبنان)
 ۲۶ - عبد الرحمن جلال الدین سیوطی۔ الخصالص الکبری، ص ۸۸۔ جلد اول۔
 ۲۷ - الوفا باحوال المصطفی، اذ عبد الرحمن بن الجوزی، ص ۹۰۔ المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ،
 گلبرگ، لاہور (۱۹۶۶)۔
 ۲۸ - "الرَّدُّ الشَّافِعِيُّ الْوَافِرُ" از احمد بن آل بن علی۔ دارالارشاد للطبعا عنہ و النشر والتوزیع
 بیروت (۱۹۶۶) ص ۳۲۔
 ۲۹ - یوسف بن اسماعیل بنہانی، امام۔ "الوارالمحمدیہ" ص ۲۲ مترجم پروفسر فلام ربانی یام۔
 ۳۰ - عذایت احمد کاکوروی، علامہ مفتی۔ "تواریخ حبیب اللہ" - ص ۱۳۔
 ۳۱ - شبیل نعافی، مولانا علامہ، "سیرۃ النبی" ۱ : ۱۶۹
 ۳۲ - منہاج الدین عثمان۔ "طبقات ناصری"، ص ۶۸۔ مترجم فلام رسول بھر۔
 ۳۳ - ابن قیم، علامہ حافظ زاد المعاد ۱۱ : ۶۸ مترجم رئیس احمد جعفری۔

- ۳۲۔ سلیمان منصور پوری، قاضی محمد، "رحمۃ للعابین"، ۱: ۲۰: ۱ -
- ۳۳۔ محمد الحسني، سید: "بنی رحمت" ۱۰۲، مترجم سید ابوالحسن علی ندوی -
- ۳۴۔ عباس قمی، حاج شیخ، "زندگانی حضرت محمد"، ص ۱۵ -
- ۳۵۔ اشرف علی محتانوی، مولانا، "جیب خدا" (نشر الطیب)، ص ۲۹ -
- ۳۶۔ نواب علی فاعنی، "رسول اکرم"، ص ۲۱ -
- ۳۷۔ عبدالرحمن حشمتی، شیخ، "حضرت محمد مصطفیٰ"، ص ۵، مترجم کمپین و احمد نشیان -
- ۳۸۔ حفظ الرحمن سیوطی، مولانا، "قصص القرآن جلد چهارم"، ص ۲۸۶ - ۲۸۷ -
- ۳۹۔ "حیات محمد" ص ۱۲۶ - کتبخانہ النہضۃ المصریۃ، شارح عدلی پاشا بالغاہہ رشتہ
- ۴۰۔ احمد رضا بریلوی، اعلیٰ حضرت امام، "نطق العدل بارخ ولاد الحبیب والوصی" ص ۷
یہ ۱۴ صفحات کا رسالہ پندرہ روزہ "سواد اغظلہ" میں محتی ہے۔ میں چھپا تھا۔ یہ بات
صفحہ ۲۵ پر ہے۔
- ۴۱۔ "فیض الاسلام" مادلپنڈی (ماہنامہ) ماہی ۱۹۶۵ء، (مصنموں و لذوٹ بھیران، تی ازمونا
جیب الرحمن خان)، ص ۲۳ -
- ۴۲۔ "الروضۃ الانف" ص ۱۰۶ -
- ۴۳۔ "سیرۃ ابن ہشام در اردو" ص ۸۹ -
- ۴۴۔ "پیام عمل" (ماہنامہ) لاہور، ماہی ۱۹۶۷ء، ص ۲۴ -
- ۴۵۔ "الاعدام باعلام بیت اللہ الحرام" ص ۱۹۶، بحوارہ ماہنامہ منہاج القرآن، نومبر ۱۹۶۷ء، ص ۹ -
- ۴۶۔ محمد طاہر الشاذری، پروفیسر، داکٹر، "جشن بیلا دالبنی کی شرعی جیئیت" ص ۱۹۳ -
- ۴۷۔ "الیضا"، ص ۲۰ -
- ۴۸۔ "مدارج النبوت" ص ۲۴، مترجم، محمد اشرف نقشبندی -
- ۴۹۔ "الأنوار الحمدیہ"، ص ۲۴ -
- ۵۰۔ "خاتم النبیین"، جلد اول، ص ۱۱۹، مصنف الامام محمد ابو زہرا، دار الفکر انگریزی -
- ۵۱۔ "الحافظ ابن کثیر الدمشقی"، "البدایہ والنہایہ"، جزو دوم المکتبۃ المعارف بیروت ۱۹۶۷ء، ص ۲۶ -

- ٥٥ - "الطبقات الکبریٰ لابن سعد" ، جلد اول ، ص ۱۰۰ مطبوعہ دار الفکر .
- ٥٦ - عبد الرحمن بن جوزی - "الوفا باحوال المصطفى" ، ص ۹۰ .
- ٥٧ - محمد سعید رمضان البوطی ، الدکتور "فقہ البیرہ" ، ص ۵۹ ، دار الفکر ، دمشق .
- ٥٨ - محمد صدیق تحسن ، الشامۃ العظیمة من مولبد نجیب البیرہ" ، ص ۷
- ٥٩ - محمد رضا ، شیخ - "محمد رسول اللہ" ، ص ۳۰ (مترجم مولیٰ محمد عادل قدوسی) "تاج کمپنی لیٹریٹری" .
- ٦٠ - محمد سلیمان ندوی ، سید - "رحمتِ عالم" ، ص ۱۳ .
- ٦١ - "سیرۃ البنی" جلد اول ، ص ۱۶۴ - دینی کتب خانہ اردو بازار ، لاہور (شمسیہ)
- ٦٢ - سلیمان منصور پوری ، تقاضی - "رحمتُ للعالمین" ، ۱۰ : ۱۶۹ .
- ٦٣ - مودودی ، ابوالاعلیٰ - "سیرت رسول عربی" ، جلد ۲ ص ۹۳ ، ۹۳ .
- ٦٤ - فرجیش توکلی ، علامہ - "سیرت رسول عربی" ، ص ۴۲ .
- ٦٥ - "ماہنامہ منہاج القرآن" نومبر ۱۹۸۶ء ، ص ۳۲ .
- ٦٦ - "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۶۶ء ، ص ۲۴ .
- ٦٧ - "نطق العلال بارث خ ولاد الجیب والوعل" ، ص ۲ .
- ٦٨ - "فیض الاسلام" مارچ ۱۹۶۷ء ، ص ۲۴ .
- ٦٩ - "خط الرحمن سیوطاروی ، مولانا" - "قصص القرآن" جلد چھارم ، ص ۲۰ . ناشران فرقان لاہور .
- ٧٠ - "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۶۷ء ، ص ۲۴ .
- ٧١ - "رسائل شریة ضروریہ" ، ص ۳۹ . ادارہ نیمیہ رضویہ سواد اعظم لال مکوہ ، موجی گیٹ ، لاہور .
- ٧٢ - "فیض الاسلام" مارچ ۱۹۶۷ء ، ص ۲۴ .
- ٧٣ - محمد صادق سیاکوٹی ، حکیم مولانا "سید الکوئین" ، ص ۵۵ ، فتحی کتب خانہ ، اردو بازار لاہور .
- ٧٤ - "رسالتہابت" از مفتی عزیز الرحمن ، ص ۹ (شمسیہ) شہزاد پبلیشورز ، جان محمد دودو ، لاہور .
- ٧٥ - "الوفا" ص ۱۱۰ . مترجم محمد اشرف سیالوی . فردی بک شال ، لاہور .
- ٧٦ - "طبقات ناصری" ، ص ۱۱۵ حاشیہ .

- ۷۶ - آمنہ اللہ تسلیم "بھارتی حسنور" ص ۲۲ (شناخت) مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی .
- ۷۷ - "فیض الاسلام" (ماہنامہ) مارچ ۱۹۸۷ء ص ۳۴ .
- ۷۸ - محمد ادیس کاندھلوی، مولانا "بیرت المصطفیٰ" جلد ۱ : ۱۵ کتبہ عثمانیہ لاہور .
- ۷۹ - "تاریخ ابن کثیر" ص ۲۶۰ بحوار قصص القرآن .
- ۸۰ - "طبقات ناصری" ص ۱۵ حاشیہ .
- ۸۱ - "روح حرم" از سید امیر علی، ص ۱۰، مترجم محمد ہادی حسین (شناخت) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور .
- ۸۲ - "زرقاں" جلد اول جس ۱۲۰ بحوالہ "بیرت المصطفیٰ" جلد اول تالیف محمد ادیس کاندھلوی ص ۱۵ .
- ۸۳ - "اطبیت الکبریٰ لبن سعد" (السیرۃ الشریفۃ النبویۃ) جلد اول جس ۱۰۱ دار صادر بیروت .
- ۸۴ - "تفہیم فتح العزیز" (پارہ شاہ) ص ۲۰۰، ریچ ایم سعید کمپنی کراچی .
- ۸۵ - "تفہیم حقانی" جلد ۲۰۰ المکتبۃ العزیزیہ، اردو بازار لاہور .
- ۸۶ - "روشنۃ الاحباب" تالیف سید جمال حسینی، ص ۹، مترجم مخفی عزیز رحمن، یہ تاب رسالت ہب کے نام سے شہزاد پرہیز زبان محمد روڈ لاہور نے ۱۹۶۰ء میں شائع کی تھے .
- ۸۷ - سر سید احمد خاں، "بیرت محمدی" ص ۰، (شناخت) مبتول آئیہ می ۱۹۹۰ء تحریر روڈ لاہور .
- ۸۸ - عبید المصطفیٰ عظیمی، الحاج، "بیرت مصطفیٰ"، جس ۵۹ .
- ۸۹ - شجاعت علی قادری، سیدہ زینہ بنت رسول کرم، "ص" مکتبہ ائمہ فیہ م پرکے .
- ۹۰ - "حیات النبی" تالیف میاں محمد سعید، ص ۱۳ (شناخت) نفیس آئیہ می رپی .
- ۹۱ - محمود احمد رضوی، سیدہ عذرا، "دین مصطفیٰ" جس ۳۰، مکتبہ رعنوان کنج بخش روڈ لاہور .
- ۹۲ - "بیرت المصطفیٰ" تالیف عبدالعزیز نقشبندی خطیب جامع مسجد گلبانی، ریو پور کراچی، ص ۵۲ .

- ٩٣ - "تفہیم القرآن جلد ششم، ص ۲۶۹.
- ٩٤ - "الخواص البحرنی ص ۸۸ / نزہۃ المجالس از عبد الرحمن شافعی ۱۹۹: ۲.
- ٩٥ - "تفہیر نور العرفان" ص ۹۸۳ ادارہ کتب اسلامیہ گجرات.
- ٩٦ - "ضیار القرآن ۵: ۵: ۹۴۵.
- ٩٧ - "الوفا باحوال المصطفیٰ" ص ۱۱۶ مترجم محمد اشرف سیالوی، فرید بک شاہ لاہور.
- ٩٨ - "قطن الملائیل باریخ ولا و الجیب والوصال" ص ۲.
- ٩٩ - "ماہنامہ پیغمبر علیل" لاہور، ماہیج ۱۹۸۱ ص ۲۴.
- ۱۰۰ - "اخبار النبي" جلد اول ص ۱۵ مترجم علامہ عبد اللہ العادی.
- ۱۰۱ - "سیرت مغلطانی" ص، بحوالہ سیرت رسول اکرم از مولانا محمد شفیع ص ۳، ادارہ اسلامیہ، لاہور.
- ۱۰۲ - "الوف" ص ۱۱۶ مترجم محمد اشرف سیالوی.
- ۱۰۳ - محمد محمد ابو زہر، "تاریخ حدیث و محدثین" ص ۲۶۹ مترجم غلام احمد حیری.
- ۱۰۴ - امیر الدین، "سیرت طیبہ" ص ۶، مدرسہ تعلیم القرآن، نواں شرمنان.
- ۱۰۵ - ابوالحسن علی بن حسین بن علی المسووی، "التبییہ والاشرفت" ص ۳۶ مترجم مولانا عبد اللہ العادی، ایپچ، ایم سعید کھنی کراچی.
- ۱۰۶ - ابن قیم، حافظ علامہ، "زاد المعاد"، ۱: ۹۸ مترجم رئیس احمد عزفری، ناشرانِ قرآن لیٹریڈ، اردو بازار لاہور.
- ۱۰۷ - محمد ادیس کاندھلوی، مولانا، "سیرت المصطفیٰ" جلد اول ص ۱۵.
- ۱۰۸ - داشد الخیری، علامہ، "آمنہ کالال" ص ۲۴، عصمت مکب، کینی، دہلی.
- ۱۰۹ - شبیل نعماقی، علامہ، "بیہرة النبي" ص ۱۶۶ (۱۹۶۵) دینی کتب خانہ اردو بازار، لاہور.
- ۱۱۰ - اپناؤ، ص ۱۶۹ حاشیہ.
- ۱۱۱ - ماہنامہ "جامِ عرفان" اکتوبر ۱۹۸۲ ص ۱۰.
- ۱۱۲ - عبد الرحمن شافعی، "نزہۃ المجالس" ۱۹۹: ۲.

- ۱۱۳ - رحمة للعالمين، جلد اول، ص ۲۰۔
- ۱۱۴ - ایضاً -
- ۱۱۵ - "رسول رحمت" ص ۳، مرتبہ غلام رسول صر.
- ۱۱۶ - حفظ الرحمن سیوطہ روی، قصص القرآن -
- ۱۱۷ - پروین، "معراج انسانیت" ص ۲۰۔
- ۱۱۸ - قاسم محمود، سید، "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" ص ۱۳، شاہنکار کراچی۔
- ۱۱۹ - شاہ معین الدین احمد ندوی : "تاریخ اسلام" ص ۲۲، ادارہ نشریات اسلام اردو بازار، لاہور۔
- ۱۲۰ - غلام نبی مگرے - "سیرت خاتم النبیوں" حصہ اول، ص ۶۰ - ادارہ نماز العرفات سمن آباد لاہور۔
- ۱۲۱ - اسرار احمد، ڈاکٹر : "رسول کامل" ص ۲۳ - مرکزی تحریر خدام لغۃ آن، لاہور۔
- ۱۲۲ - محمد اسماعیل طفر آبادی، حکیم : "ہادی کوئین" ص ۲۰، مکتبہ ناجران کتب کارخانہ بازار، فیصل آباد۔
- ۱۲۳ - افضل حق چوہری : "محبوب خدا" ص ۲۰۔
- ۱۲۴ - عبد الکریم شمر : "رسول کائنات" ص ۲۰۔
- ۱۲۵ - محمد میال، مولانا : "تاریخ اسلام" ص ۲۵۔
- ۱۲۶ - غلام حیدر بٹ : "رسول خدا" ص ۱۵، بحوالہ فیضن اردو، درج تافتہ ص ۲۸۔
- ۱۲۷ - فاری احمد، مولانا : "تاریخ مسلمانان عالم" جلد دوم، ص ۲۰۔
- ۱۲۸ - بشیر احمد تھا : "تاریخ اسلام" ص ۲۰، نیو یونیورسٹی پیس اردو بازار، لاہور۔
- ۱۲۹ - الطبقات الجرجی لابن سعد، جلد اول، ص ۱۰۰ - دار صادر بیرون۔
- ۱۳۰ - اوفا باحوال المصطفیٰ، ص ۱۰۰، مترجم علامہ محمد شرف سیالوی۔
- ۱۳۱ - عارف بناؤی : "حیات رسول" ص ۲۰ - مکتبہ میری لاہوری لاہور۔
- ۱۳۲ - السیرۃ الغنیویہ، اذابی الفدرا اسماعیل بن کثیر، حصہ اول ص ۱۹۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

بعنوان

- ”البداية والنهاية“ حصہ دوم ص ۲۶۰۔ المکتبۃ المعارف، بیروت (شہر ۱۹۶۷ء) رجوع الائے
شرح الفتح الربانی، جلد ۲، ص ۱۸۹ مطبوعہ بیروت
- ۱۳۳ - محمد ابو زہو۔ تاریخ حدیث و محدثین“ ص ۳۹۲ مترجم غلام احمد حیری، ناشر ان قرآن
لیٹریڈ لاہور۔ / بستان الحدیثین ارشاد عبید العزیز دہلوی، ص ۱۲۹ (شہر ۱۹۸۵ء) ایچ ایم
سعید کمپنی کراچی
- ۱۳۴ - ”تہذیب التہذیب“ جلد ۲ ص ۲ بحوالہ تاریخ حدیث و محدثین“، ص ۲۶۵
- ۱۳۵ - ”خلاصة التہذیب“ ص ۲۶۰ مطبوعہ بیروت / ابن حجر عسقلانی : ”تقریب التہذیب“
ص ۲۳۰ دارالکتب الاسلامیۃ گوجرانوالہ۔
- ۱۳۶ - ”تقریب التہذیب“ لابن حجر، ص ۱۲۶ / خلاصة التہذیب“ ص ۳۳ مطبوعہ بیروت
- ۱۳۷ - منظور احمد شاہ، مولانا ابوالنصر۔ ”علم القرآن“ ص ۲۶۸
- ۱۳۸ - ”نقوش“ رسول نمبر“ جلد اول، ص ۱۶۹۱، ادارہ فروغ اردو، لاہور
(مقالہ سیرت نبوی کی اولین کتابیں اور آن کے مؤلفین، اذ بحذف ہور ووتس،
ترجمہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی)
- ۱۳۹ - ”السیرۃ النبویۃ لابن ہشام“، ص ۱۵۹ (شہر ۱۹۵۵ء) شرکتہ کتبہ و مطبعة مصطفیٰ مصر
- ۱۴۰ - ”نقوش“ رسول نمبر“ ۱ : ۵۶
- ۱۴۱ - ایضاً : ص ۱۱۰، ۱۲۰ /

Encyclopedia of Religion and Ethics Vol. III.

۱۴۲ - ”نقوش“ رسول نمبر“ ۱ : ۵۶

۱۴۳ - ISHAQ'S SIRAT RASUL ALLAH, P. 69 by Prof. A. Guillaume Oxford University Press London (1955).

۱۴۴ - ”سیرۃ ابن ہشام“ (اردو) ص ۱۸۲ جلد اول مترجم مولانا عبدالجلیل صدیقی، شیخ غلام علی

اینہ سترہ بیشتر نہ -

۱۴۵۔ نقوش "رسول نمبر" ص ۱۲ / ۸۶

۱۴۶۔ نقوش "رسول نمبر" جلد اول، ص ۹۳ (مقالہ ابن ہشام اور سیرتہ بن شام از محمد احمد اصلحی)

۱۴۷۔ "السیرۃ النبویة" حصہ اول ص ۱۹۹۔ دار المعرفت بیروت، لبنان -

۱۴۸۔ "الوفا با حال المصطفیٰ" ص ۱۱۰ مترجم محمد اشرف سیالوی، فرید بکر، شال لاہور

۱۴۹۔ نقوش "رسول نمبر" جلد اول، ص ۱۰ (مقالہ ابن الجوزی اور سوانح رسول از غلام جبیل فی برق)

۱۵۰۔ اس جوزی، "ولادت سرور عالم" ص ۰۳، مترجم عبد الحکیم شتر، دلگدش پریس لکھنؤ۔

۱۵۱۔ "میلاد رسول" ص ۲، مترجم پروفیسر ڈاکٹر شریعت احمد -

۱۵۲۔ احمد بن حجر آں علی، "الرَّوْدُ الْمُثْنَى فِي الدَّافِرِ"، ص ۲۰۰، دار الارشاد، بیروت -

۱۵۳۔ "طبق المدلل بارخ ولاد الحبیب والوصال" ص ۰

۱۵۴۔ احمد موسیٰ البدری، "التاریخ العربی الشیدی و السیرۃ النبویة" ص ۰۹، مطبوعہ وزارت المعارف الملکۃ العربیۃ السعودية -

۱۵۵۔ ابراهیم الابنیاری، "ذمۃ السیرۃ النبویة" ص ۱۱ - ۱۰، دار المعارف، قاهرہ -

۱۵۶۔ ابن سید الناس، "عیون الرثاء" جلد اول، ص ۰۳، دار الاتصال الجدیدہ بیروت -

۱۵۷۔ محمد الغزالی، امام، "فقہ السیرۃ" ۱۹۷۴، ص ۹۰، دار الحجاء، ۱۷، العرب -

۱۵۸۔ محمد عدہ یمانی، ڈاکٹر، "علموا اولادہ صحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ص ۴۹

(۱۹۷۴) وزارت اعلام سعودی عرب۔ اس کتاب کے ایک باب "الاحتلاء بالعولہ"

النبوی المشورین" کا ترجمہ ماننا ممکن نہ تھا لاموں کے آنکھوں کے سوارے میر جپچا

تھا۔ اس ناٹر محظوظ فیضیم کر رہے ہیں جو عنقریب شائع ہوا۔

۱۵۹۔ محمد سعید رمضان ابوظہبی، الدکتور، "فقہ السیرۃ" ص ۵۹، دار نور دمشق (۱۹۷۴)

- ١٦٠ - ابوالحسن علي الحسني الندوی - قصص النبيین (الجزء الخامس موسوم به سیرة خاتم النبيین) ص ٢٠ - ٢٨ (١٩٦٤ء) مجلس نشریات اسلام ۱ - کے۔ ۳ - ناظم آباد کراچی ۱۶۱ - "رسالت مآب" منقى عزیز الرحمن (ترجمہ روضۃ الاحباب) ص ۹ - شہزاد پبلیکیشنز جان محمد روڈ، لاہور ۱۶۲ - عبد اللہ بن محمد عیہ الہاب بجذی شیخ "مختصر سیرۃ الرسول" ص ۸ - ۹ (١٩٦٩ء) المکتبۃ السیفیہ بلاہور ۱۶۳ - ابن حلدون، علامہ : "سیرۃ الانبیا" مترجم منقی انتظام اللہ شہابی ۱۶۴ - "نقوش" رسول نمبر ۱ : ۱ ۱۶۵ - محمد صدیق حسن، سید نواب : "الشامۃ العبریۃ من مولد نبیہ البریۃ" ص ، ۱ ۱۶۶ - "الدرار المحمدریہ" ص ۲۲ - مترجم پروفیسر غلام ربانی ۱۶۷ - محمد الحسني، سید : "نبی رحمت" حصہ اول ص ۱۰۲، مترجم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ۱۶۸ - "نقوش" رسول نمبر "جلد اول" س ۹۹۰/۹۹۱ ۱۶۹ - "سیرۃ المحتیاڑ" ص ۲۶ - مکتبۃ تعمیر انسانیت لاہور ۱۷۰ - "حیاة محمد" تایپیٹ محمد حسین ہیکل ڈاکٹر - ص ۱۲۶ (١٩٦٨ء) مکتبۃ النہضۃ المصریۃ شارح عدلی باشا بالقاهرة ۱۷۱ - محمد رضا، شیخ : "محمد رسول اللہ" ص ۳، مترجم مولوی محمد عادل قدسی - تاج چینی لیٹریڈ ۱۷۲ - ایضاً - مقدمہ، ص ۵ ۱۷۳ - الامام محمد بو زہرا - "خاتم النبيین" جلد اول، ص ۱۱۵، ۱۱۹ دار الفکر العربي ۱۷۴ - علی عین خیاط، علامہ - "تاریخ اسلام" جلد اول، ص ۱۱ - مترجم محمد حامد خان - صدیق بکٹ پور کھنڈو ۱۷۵ - "رسول نمبر" خاتون پاکستان (ماہنامہ) ۱۹۶۳ء، مصنموں رسول اکرم اور انسانی معاشرہ، از ڈاکٹر فواد فخر الدین، ص ۶۴۹ - دی مسلم ڈائجسٹ، ص ۱۸۶

- ۱۶۹ - "سرور المخزون" ترجمه کورالیعون - از شاه ولی الله محدث دبیری - ص ۲ مطبع محمدی دہور (شانہ)
- ۱۷۰ - "پیدا المرسلین" مسوب حضرت شاه ولی الله محدث دبیری - مترجم عزیز نک - جلد اول استان لاہور .
- ۱۷۱ - "سیرۃ الرسول" از حضرت شاه ولی الله محدث دبیری - مترجم خلیفہ محمد عافیں ، ص ۱۲
- ۱۷۲ - "دارالشاعوت" مولوی مساڑ خانہ کراچی .
- ۱۷۳ - "تُحَمِّلُهُنَّا مِنْ بَعْدِ مَا عَنَّا وَهُنَّ يَعْلَمُونَ" (سورة الحج) : ۵
- ۱۷۴ - "إِذَا نَحَنْ شَرِيكُنَّا لَكُوْنَةَ لَحْفِظُونَ" (سورة الحج) : ۹
- ۱۷۵ - "نفاس العارفین" مترجم حکیم محمد اصغر اطہر - تقدیم راجا شیخ محمد حمود ، ص ۸ - ۹
- ۱۷۶ - "نوری بمعہ پور" دہور .
- ۱۷۷ - "مَارِجُ الْبَيْوَة" ، ص ۹۰ : مترجم محمد شرف نقشبندی .
- ۱۷۸ - "منوارات یوم رزق" حضرت سوہن ، ص ۱۰ : اذناشی عبہ النبی کوکب و حکیم محمد موسی مترسی .
- ۱۷۹ - "نطق البدل با رخ و لاد الجیت" و "الوصال" ، ص ۹ .
- ۱۸۰ - "تبرہات حصہ ارناصل" ، ص ۴۹ : متبہ بصیرین الدین نصیمی - سواد غنائم دہور .
- ۱۸۱ - "تمروں حمد فناوری" ، ص ۱۰۰ ، "تمارا بست" ، ص ۲۵ ، خانقاہ قادریہ اشرفیہ سد مآزاد
- بھوپالی پور ، ضلع نظرپور (بہرہ) بھارت .
- ۱۸۲ - "احمیریاں نخان نصیمی مفتق" ، "اسد می زندگی" ، ص ۱۰۲ ، مرکزی نجمن اشاعت ، سد می ، احمدیہ
- بھیوی سٹریٹ نزدہ ارجمندان شاہ بیٹھ دکرانی کراچی .
- ۱۸۳ - "محمد عصائی نقشبندی" ، "سرور عالم" ، ص ۲۰ ، علی برادران تہران کتب فضیل آباد .
- ۱۸۴ - عرف بٹاوی : "حیات رسول" ، ص ۲۴ م - متبہ بصیری دہوری دہور .
- ۱۸۵ - "تو ایر کج ہبیت اللہ" : "تاہیت منشی عذایت" حمد کا کور وی ، ص ۹ . یہ کتاب یہ
- رسوان غنیمہ کے نام سے متبہ بصیری دہوری صفویہ ، کالج روڈ کارنے شائع کی ہے .
- ۱۸۶ - ایضاً ، ص ۲ (حیات مبارکہ حضرت مولانا عنایت احمد کا کور وی از پروفیسر آنڈ بی

نقوی) -

- ۱۹۱ - محمود محمد قادری ، "تذکرہ علماء اہلسنت" ص ۱۲۲ -
- ۱۹۲ - تواریخ جبیب الہ " ص ۶ -
- ۱۹۳ - "تذکرہ علماء اہلسنت" ص ۱۲۲ -
- ۱۹۴ - سرستہ احمد خان - "سیرت محمدی" ص ۲۱۶ ، مقتول آئیہ می ۱۹۹ اسرکر روڈ لاہور
- ۱۹۵ - (شمسیہ) -

Life of Mohammad by Syed Ahmed Khan Page 181.

Oriental Publishers and Book Seller's Lahore.

- "مقالات سرستہ" حصہ یازدهم مرتبہ مولانا محمد سعید پاٹی ہتھی ، ص ۶۶ ، مجلس ترقی ادب لاہور (شمسیہ)
- ۱۹۶ - "سیرت حافظ الانبیاء" تالیف مولانا مفتی محمد شفیع (ابن ابیہ)
- ۱۹۷ - اپننا -
- ۱۹۸ - اپننا -
- ۱۹۹ - اپننا -
- ۲۰۰ - اپننا - ص ۱۸ -
- ۲۰۱ - اپننا - ص ۱۸ - (حاشیہ)
- ۲۰۲ - معراج النبوة فی مدارج الفتواۃ " تالیف ملامعین واعظات کاشفی الہ ولی ، ص مکتبہ شویتہ ، گنج بخش روڈ ، لاہور -
- ۲۰۳ - محمد صادق سیاکوٹی ، حکیم ، مولانا : "سید الکنویں" ص ۵۵ ، نعمانی کتب خانہ ، اردو بازار - لاہور -
- ۲۰۴ - محمد سعید ، میاں : "حیات النبی" ص ۳۳ (شمسیہ) میاں محمد سعید ، لفیض آئیہ می کراچی -
- ۲۰۵ - احمد مصطفیٰ صدیقی راہی و " ہمارے پغمبر" ص ۲۱۹ ، نیا ام پبلیشورز چوک اردو بازار لاہور
- ۲۰۶ - سید محمد میاں ، مولانا ، محمد رسول اللہ ، قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں - (شمسیہ) مکتبہ

- ۱۰۷ - محمودیہ، بہیت الحمد کریم پارک، راوی روڈ، لاہور ۔
- ۱۰۸ - عبد المصطفیٰ اعظمی، الحاج، سیرت مصطفیٰ " ص ۵۹ ۔
- ۱۰۹ - " عمار ایں سنت "، ص ۱۵ ۔
- ۱۱۰ - ایمیلی، سیدہ : " روحِ اسلام " ص ۱۰ مترجم محمد ہادی حسین (۱۹۸۶ء) ادارہ شعافتِ اسلامیہ، ہب روڈ، لاہور ۔
- ۱۱۱ - محمد عنایت اللہ سبحانی، " محمد عربی " ص ۳۸ ۔ اسدِ کاف پبلیکیشنز لیٹری شاہزادہ ایت لامبور ۔
- ۱۱۲ - علی اصغر چوہری : " حیاتِ رسول " ص ۲۲ (۱۹۸۶ء) کتبہ تعمیر انسانیت، لاہور ۔
- ۱۱۳ - آمرۃ الہ تسبیح : " بھاوسے حضور " ص ۲۰ (۱۹۸۶ء) مجلس شہزادہ بات اسلام، ناظم آباد کراچی ۔
- ۱۱۴ - محمد ولی رازی : " پادی عالم " ص ۳۳ (۱۹۸۶ء) دارالعلوم کراچی ۔
- ۱۱۵ - خدمت سردار زمان، پروفیسر، مسلم انسانیت، محمد عربی " ص ۹ چوبہ جی، لاہور ۔
- ۱۱۶ - شجاعت علی قادری، پروفیسر سیدہ : " سیرت رسول کردا " ص ۰، کتبہ اشرفیہ، میرپور ۔
- ۱۱۷ - خاتون پاکستان کراچی " رسول نبر " (۱۹۸۶ء)، رمضانون، مسید رسول، ز مولانا حسن شاہ چھپواری، ص ۸۳۹ ۔
- ۱۱۸ - ایضاً : ص ۱۶۰ (رمضانون، سیرت کی بعض سزوری تاریخیں) از مفتی عبدالقدوس باشی ۔
- ۱۱۹ - شاہ عطاء اللہ خان عطاء " رحمت دو عالم " (۱۹۸۶ء) نذری سفر پیشہ ۔
- ۱۲۰ - ابوالاعلیٰ مودودی، علامہ : " سیرت سرور عالم " ص ۹۳، ۹۴ ۔
- ۱۲۱ - خاتون پاکستان " رسول نبر " (۱۹۸۶ء) ص ۳۶ ۔
- ۱۲۲ - اشرف علی محتابی، مولانا : " عجیب خدا " ص ۰۹ ۔
- ۱۲۳ - مہماں محفل لاہور، مارچ ۱۹۸۶ء ص ۶۵ ۔
- ۱۲۴ - عمر ابوالنصر : " بنی امّی " ص ۲۶ مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی ۔
- ۱۲۵ - فاضنی نواب علی : " رسول اکرم " ص ۲۱، ۲۲ ۔

- ۲۲۵ - محمد سلیمان ندوی، سیدہ : "رحمتِ عالم" ص ۱۳ -
- ۲۲۶ - نور بخش توکلی، علامہ : سیرت رسول عربی " ص ۲۳
- ۲۲۷ - محمد اسلام، خواجہ : "محبوب کے حسن و جمال کا منظر" ص ۱۵ -
- ۲۲۸ - تقریح الاذکیار فی احوال الانبیاء، جلد دوم، ص ۱۰ -
- ۲۲۹ - ساجد الرحمن، صاحبزادہ : "سیرت رسول" ص ۹ -
- ۲۳۰ - مایہ نامہ "المعارف" جنوری شمارہ، ص ۲ -
- ۲۳۱ - عبد الشکور فاروقی لکھنؤی - "ذکر صبیب" ص ۲۷ -
- ۲۳۲ - مایہ نامہ "جامع عرفان" اکتوبر ۱۹۸۴ شمارہ ص ۱۱ -
- ۲۳۳ - مختار احمد : "آئینہ تاریخ" ص ۱۱، مکتبہ اشرفیہ، مرید کے -
- ۲۳۴ - ضمیار القرآن ۵ : ۶۶۵ -
- ۲۳۵ - ابوالحسنات، حکیم : "دنی تماجدار" میلان نمبر، مرکزی انجمان عرب الاحسان ہند لاهور ص ۲۳ -

یہی روایت امام ابن بوزی نے یوں لکھی ہے : "ماہ ولادت یعنی ربیع الاول شروع ہوا توہر روز ایک نئی شان اور تازہ کلامات نمایاں ہونے لگیں۔ پہلی رات حضرت آمنہؓ کو ایک خاص فرحت، دلشاشت محسوس ہوئی۔ دوسری رات، بشارت دی کئی کہ آپ کا ہر مقصد پہنچتے گا اور سب آرزویں پوری ہوں گی۔ تیسرا رات آپ نے دلکش کی قیمت پڑھنے کی آواز علائیہ اور آشکارا طور پر سُنی۔ چوتھی رات، آپ پرانی دولتی دسعادت کا حال آشکارا ہو گیا۔ پانچویں رات ایک نئی فرحت و مرتضی حاصل ہوئی۔ بواسطہ قابلہ کے ساتھ قائم رہی۔ چھٹی رات کو تحسن کمزوری اور ساری کلفت دور ہو گئی۔ ساتویں رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خیل اللہ ابراہیم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہیں بشارت ہواں ہیں کی، جو خیل القدر اچھے ناموں، نشانیوں اور اعلیٰ کنیتوں دلے ہیں۔ آٹھویں رات کو چونکہ اب زمانہ ولادت سرور عالم بالکل قریب آپہنچا تھا۔ حضرت آمنہؓ نے دیکھا کہ فرشتے آپ کے گرد طواف کر رہے ہیں۔ زویں رات

کو دیکھا کہ سارا گھر نور میں معمور ہو گیا۔ اور روشی سے جگنگا اٹھا۔ دسویں رات کو سنا کہ خدا رسول مختار کی خوشی میں طیور نعمہ سنبھی کر رہے ہیں۔ گیارہویں رات کو دیکھا کہ فرشتے خدا نبہ عالم کی حمد و شکر میں مشغول ہیں اور سارا گھر ان کی آوازوں سے گونج اٹھا ہے۔ باہم بیک رات کو سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے ”آمنہ تمیں مبارک ہو۔“ (ابن جوزی) ”ولادت سرور عالم“ مترجم مولانا محمد عبد الحليم شری، مطبوعہ دلگشاہ پریس لکھنؤ۔ طبع اول ۱۹۱۲ء ص ۳۳ پہلی

- ۱۲۶ - تذکرہ علماء اہل سنت " ص ۶۰ -
- ۱۲۷ - الفقیہ" (بیفت روزہ) امر تسری میلاد نمبر ۱۹۳۲ء (مصنموں، مجالس میڈ دینوی)
- ۱۲۸ - نفی محدثین محمد علی عاصی " ذکر بنی اکرم " ص ۰۴ -
- ۱۲۹ - نفی علی خان، مولانا : " تبرہ و الرتوب بہگ رمحوب " ص ۱۲ -
- ۱۳۰ - آستانہ (ماہنامہ) دہلی - رسول نمبر، دسمبر ۱۹۵۱ء، ص ۵۰ -
- ۱۳۱ - اردو دائرۃ معارف، سن ۱۹۱۹ء، جلد ۱۹ ص ۲، پنجاب یونیورسٹی لاہور (جمہد ۱۹۱۹ء) حضرت محمد عسلی اللہ عبید و سلمان
- ۱۳۲ - مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا " از ایس ایم نائز، جلد ۳ ص ۱۱ - شیخ عبدالعلی اینیڈ سرنالہ سبور -
- ۱۳۳ - " حیات طیبہ ایک نظر میں " ص ۷ - پنجاب یونیورسٹی لاہور - افروہی ۱۹۶۹ء -
- ۱۳۴ - خاتون پاکستان " رسول نمبر ۱۹۶۹ء (مصنموں، بشنوی) ترجمہ مولانا عبد الرحمن سخوی ص ۹۳۶ -
- ۱۳۵ - محمود حمد رضوی، علامہ، تیہ : " دین منصطفہ " ص ۳۸ ، مکتبہ رضوان، گنج بخش روڈ، لاہور -
- ۱۳۶ - فیض الاسلام اولپنہہ می، مارچ ۱۹۶۹ء، ص ۳۸ -
- ۱۳۷ - قاری احمد، مولانا : " تاریخ مسلمان عالم " جلد دوم، ص ۶۰ -
- ۱۳۸ - آنی اثرت : " محمد سید لوایک " ص ۱۱۰ -

- ۲۵۰ - "فیضن الاسلام" (ماہنامہ) راولپنڈی - مارچ ۱۹۷۴ء ص ۵۵ -
- ۱۵۱ - محمدزالزوف دانابوری - مولانا حکیم ابوالبرکات، "اصحح استیر" ص ۶، مجلس نشریت
اسلام، ناظم آباد۔ کراچی۔
- ۲۵۲ - "قصص الانبیاء" (اردو) ص ۱۵۲، مطبوعہ شیخ غلام علی اینٹسائز لاہور۔
- ۲۵۳ - حافظ نذر محمد، "محمدث" رسول نمبر، ص ۳۳۵ -
- ۲۵۴ - فیروز ڈسکوی : "پیارے نبی کے سارے حالات" جلد اول حصہ دوم، ص ۱۲۰ مطبوعہ
سیالکوٹ۔
- ۲۵۵ - کاشش البرنی، "المختصر" ص ۲ - اوراق پبلیکیشنز کراچی۔
- ۲۵۶ - رشید محمود، راجا - "میرے سرکار" ص ۷، انتہر کتاب گھر، نیوشالا مارکالونی لاہور۔
- ۲۵۷ - نذیر احمد سیہاب قریشی - "خاتم النبیین" ص ۲۱ -
- ۲۵۸ - جبار الرحمن شوق : "تاریخ اسلام" ۱، ص ۳۴ -
- ۲۵۹ - الشمامۃ العبرۃ من مولد نبیر البرۃ، ص ۷
- ۲۶۰ - "ماد تو" سیرت پاک کے مضامین کا انتخاب، ص ۱۵، مطبوعہ ۱۹۶۶ء
- ۲۶۱ - ماہنامہ "جامِ عرفان" اکتوبر ۱۹۸۳ء ص ۱۰ / ۱۱ -
- ۲۶۲ - محمد عبد اللہ خان، مولوی - "خطباتِ نبوی" ص امطبوعہ ۱۹۲۳ء
- ۲۶۳ - سید آل احمد رضوی - "ہمارے پیارے نبی" ص ۲۵، مادرن بک ڈپو، آپارہ اسلام آباد۔
- ۲۶۴ - عجم الاسلام بہمنی امرتسری، مولانا، آفتاب رسالت۔ (۱۳۵۲ھ) بہمنیہ کھیریہ گربانیگو
ام تسری۔
- ۲۶۵ - محمد سلمان اکمی، مولانا "سیرت پاک" ص ۲۲ - ادارہ اسلامیات، اناکاں لاہور۔
- ۲۶۶ - محمد عاشق الہی میرٹھی، مولانا "تاریخ اسلام" ص ۵۳ - مدینہ پیشانگ کمپنی بندروں دہکڑی۔
- ۲۶۷ - ایم الہین "سیرت طیبۃ" ص ۶، مددۃ تعلیم القرآن، نواں شہر مدنیان۔
- ۲۶۸ - بیاض احمد، سید "قصص الرسول" ص ۹، ہشتاریکل ریسرچ اسٹیوٹ پوسٹ بکن
اسلام آباد۔

- ۲۹۹ - ٹماج (ماہنامہ) حیدر آباد کن - میلاد نمبر، نومبر ۱۹۷۹ء (مصنون)، نور محمدی - از خواجہ محمد شعیب (ص ۱۰۰) -

۳۰۰ - "رسائلِ کرمیہ" از محمد عبید الکریمہ ابدالوی حشمتی، رضوی، ص ۱۶۳ (رسالہ پیام میلاد) وارالعلوم حشمتیہ رضویہ، خانقاہ ڈوگران (طبع شیخوپورہ)

۳۰۱ - حسن بظاہری، خواجہ - میلاد نامہ اور رسول ص مبینی - مطبوعہ محبوس المطابع دہلی، دسوال اپریل ۱۹۳۸ء - ص ۲۴ -

۳۰۲ - "کسوتات" جلد سوم ص ۶۰ -

۳۰۳ - "نعت" (ماہنامہ لاہور نومبر ۱۹۷۹ء) ص ۹۵ -

۳۰۴ - ایضاً -

۳۰۵ - "مولوی" (ماہنامہ) دہلی (مصنون: ولادت و طفولیت) ص ۱۵ -

۳۰۶ - حیرت دہوی، میرزا "الحمد" ص ۳۵، مطبع رائے بہوائی پرشاد، دہلی -

۳۰۷ - عبد الجلیل شترر، مولوی محمد، خاتم المرسلین " (۱۹۱۹ء) دگہ از پیش لکھنؤ، ص ۸۰ -

۳۰۸ - قطب الدین احمد، ابو الحسن ت: "تحیر الاذکار فی ذکر ربیدۃ النجاة" (۱۹۷۷ء) ص ۳۰، مطبع نامی لکھنؤ -

۳۰۹ - عبد الجلیل، مولانا: "میرد والغسی" ص ۵۵ - مک محمد الدین ایڈیٹر رسالہ صوفی - پنهانی بہار الدین -

۳۱۰ - رہیس احمد عفری، رسالت ۱۹۷۹ء ص ۵۰۰، اشاعت منزل نائل، دہلی لاہور -

۳۱۱ - "حیرت محمدیہ" ترجمہ مواہب لدنیہ، مترجم محمد عبید الجبار خان، ص ۹۵ - ٹماج پیش حیدر آباد دکن -

The Life of Muhammad by Ismail Ragi A. al-Faruqi - راغي
(1976) Page 48, Centre of Islamic studies Qum (Iran).

- Muhammad - The Final Messenger by Dr. Majid Ali - ۱۸۲
 page 50. Jami'a Millia Islamia New Delhi - 6(1980)
- "The Arabian Prophet" by Dr. Ata Mohy-ud-Din - ۱۸۳
 Page - 9. Islamic Book Foundation Samanabad Lahore
- "Muhammad - A Mercy to all Nations" by Al-Hajj Qassim Ali - Page 41-Sind Sagar Academy Lahore (1979). - ۱۸۴
- "The Early Heroes in Islam" by S.A. Salik. Page 38 - ۱۸۵
 The Book House P.O.Box 734 Lahore.
- "Seerat-al-Nabi" by Professor Mahmud Brelvi. Page 12 - ۱۸۶
 (1982). Institute of Sindology. University of Sind, Jamshoroo.
- "The Prophet of the Desert" by K.L. Gauba. Page 247. - ۱۸۷
 The Book House Lahore.
- "A study of Islamic History" by Prof. K. Ali Page. 20 - ۱۸۸
- "The Life of the Prophet - Muhammad" by Leila Azzam and Aisha - Page 20. (The Islamic Trust Society London). - ۱۸۹
- "Muhammad Blessing for Mankind" by Afzal-ur-Rahman. Page 1 (1979) the Muslim Trust London. - ۱۹۰
- ۲۱۱ - موسیو سیدیو - "تاریخ عرب" ص ۹۸ - مترجم مولوی عبد الغفور
- ۲۱۲ - محمد علی لاہور - "سیرت خیر البشر" ص ۲۲ - احمدیہ انگلین اشاعت لاہور
- (الف) فاضی عبد الجلیم شریف "دہبر عالم" ص ۵۵ - سیرت کتبی ط ایوب آباد

۲۹۳۔ رفیع اللہ شہاب، پروفیسر "اسلامی موسوعہ" ص ۲۵ -

سنگ میل پلی کیشنر لاہور (۱۹۸۸ء)

(پروفیسر صاحب نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ درود سو مرکھ کے بجھے "صلع" لکھا ہے جو کہ غلط ہے)

۲۹۴۔ پیام عمل" (مہنامہ) لاہور، مارچ ۱۹۸۸ء، ص ۲۴ -

۲۹۵۔ حفظ الرحمن سیو ما روی۔ "قصص القرآن" جد ۲۰، ص ۲۸۶ -

۲۹۶۔ "طریقت" (مہنامہ) لاہور جنوری ۱۹۸۷ء، ص ۲، ۳ -

۲۹۷۔ "فیض الرسل" (مہنامہ) ماولپنہی، مارچ ۱۹۸۷ء، ص ۲۲ -

۲۹۸۔ "مسماج القرآن" (مہنامہ) نومبر ۱۹۸۷ء، ص ۲ -

۲۹۹۔ محمد طاہر القادری، پروفیسر داکٹر جبشن مید دینوں کی شرعی چیزیت، ص ۲۰۰ -
ادارہ منساج القرآن، لاہور -

۳۰۰۔ اخبار "القیمة" مکتبہ محمد ترجمہ ایکس فرنٹی بحوالہ مہنامہ "تریقت" پچ ششہ سر، ۲۳۰۲۲ -

۳۰۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "فیون الحرمین" ص ۱۰۰، قرآن محل مطبع
سیعیہ کراچی -

۳۰۲۔ بیان المید دالنبوی "المحدث ابن حوزی" ص ۱، مترجمہ علامہ مفتی حکیم علام معین الدین
نیمی بزم مید دالنبوی ارگیشن سکریٹریٹ پرانی ناولی لاہور -

۳۰۳۔ "تاریخ حبیب الہ" تالیف: علامہ مفتی عنایت احمد کاکو روی ص ۵ -

۳۰۴۔ نور حزیر کافی خرصہ سے مدینہ منورہ میں رہ رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بات حیران ہنت
حقیق عذر حبیب محمد موسیٰ امرتسری کو بتائی۔ اُن کا یہ بیان زیر دستخطی جاہے پاس موبوڈ بے

۳۰۵۔ مہنامہ "تاج" حیدر آباد دکن، اکتوبر، نومبر ۱۹۸۷ء - ص ۹ م -

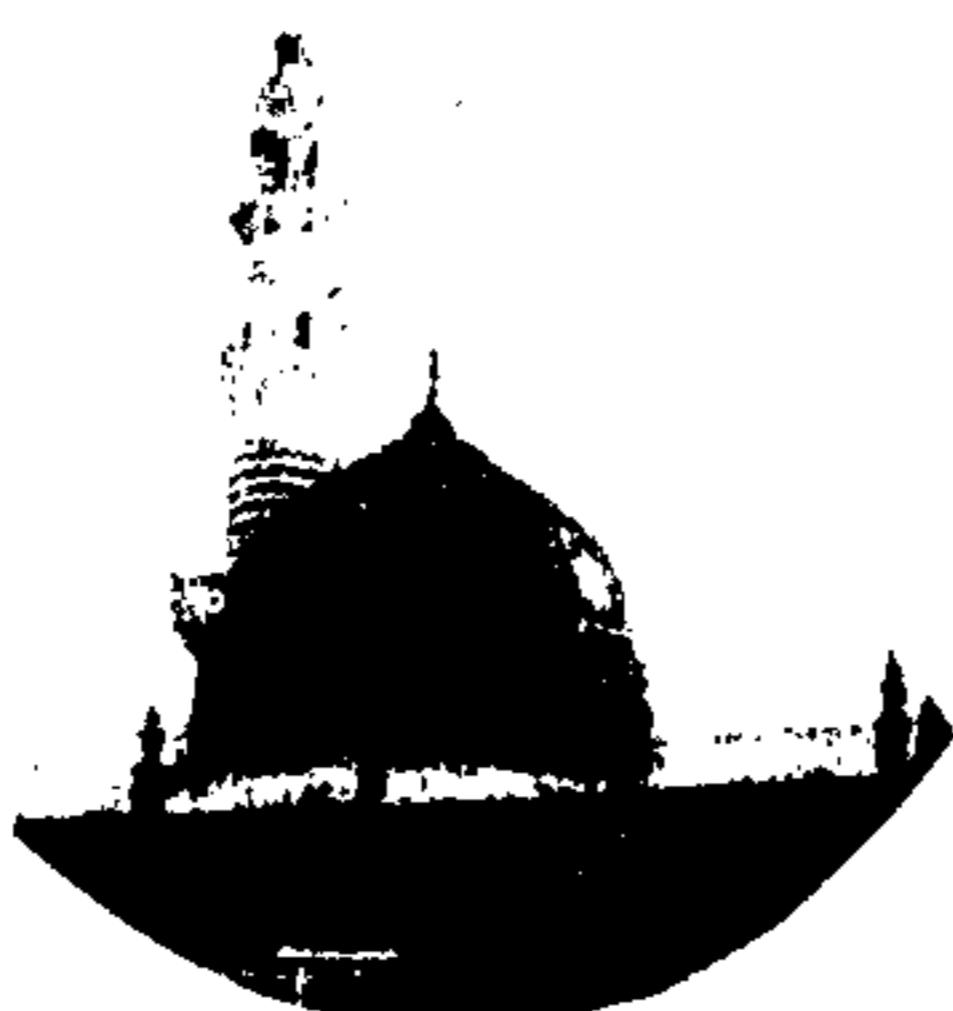
- ۳۰۶ - ایضاً، ص ۵۶۔
- ۳۰۷ - محمد رضا، شیخ "محمد رسول اللہ" ص ۳۲۔
- ۳۰۸ - عباس قمی، حاج شیخ "زندگانی حضرت محمد" ص ۱۵، مطبوعاتی حسینی تهرانی۔
- ۳۰۹ - "المشر" (ماہنامہ) لاہور "ہادیۃ النبیت نمبر" فروردی ۱۹۸۳ء ص ۵۰۔
- ۳۱۰ - علامہ مجلسی - حیات القلوب - جلد دوم ص ۱۱۲ مترجم مولوی سید بشارت حسین کامل مرتضی امامیہ کتب خانہ مغل حوالی اندر وون موجید روازہ لاہور (۱۹۷۴ء)
- ۳۱۱ - محمد باقر مجلسی، علامہ - جلاء العیون - جلد اول ص ۲۷ - مترجم سید عبدالحسین بن مولانا سید صادق حسین - شیعہ جزل بک الحسنی اندر وون موجی دروازہ لاہور۔
- ۳۱۲ - رفیع الدین اسحق بن محمد حمدانی فاضلی ابرقوہ "سیرت رسول اللہ" ص ۱۴۳، مطبوعہ تهران۔
- ۳۱۳ - "سیرت محمدیہ" ترجمہ موابہب لدنیہ - ص ۹۹ - مترجم محمد عبد الجبار خان، تاج پریس حیدر آباد دکن۔
- ۳۱۴ - "سیرت النبی" جلد اول ص ۱۶۶۔
- ۳۱۵ - "رحمۃ للعالمین" جلد اول، ص ۰۳۔
- ۳۱۶ - محمد شفیع، مفتی - "سیرت خاتم الانبیاء" ص ۱۸، ناشر، سید عائشہ بادانی وقت کے چیزیں۔
- ۳۱۷ - حفظ الرحمن سیوہاروی "قصص القرآن" جلد چہارم، ص ۲۸۸۔
- ۳۱۸ - فاسک محمدود، سید "اسلامی انسان سکھو پیدیا" ص ۲۳، شاہکار بک فاؤنڈیشن۔
- ۳۱۹ - نقوش رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۲، ۱۲۱۔
- ۳۲۰ - ضیا الدین لاہوری "روایت بلال" ص ۱۹ لدن یونیورسٹی کی رصدگاہ کے اسٹنٹ ڈائریکٹر کے خط کا عکس موجود ہے۔
- ۳۲۱ - ضیا الدین لاہوری "روایت بلال" ص ۱۹ لدن یونیورسٹی کی رصدگاہ کے اسٹنٹ ڈائریکٹر کے خط کا عکس موجود ہے۔
- ۳۲۲ - ایضاً ص ۲۲ - رائل گرین و پچ آرز و دیری کے خط کا عکس ملاحظہ ہو۔
- ۳۲۳ - ضیا الدین لاہوری - جوہر تقویم نمبر (الحقائق اکتوبر ۱۹۸۳ء) ص ۲۳۔

- ٣٢٤ - "شمس الاسلام" (ماہنامہ) بھیرہ - دسمبر ۱۹۷۰ء ص ۲۳ -
- ٣٢٥ - "اطهار" (ماہنامہ) کراچی - جولائی ۱۹۸۵ء ص ۸ -
- ٣٢٦ - "تفہیر نور العرفان" ، ص ۹۰ ، افوارہ کتب سرمیہ گجرات -
- ٣٢٧ - "تفہیر الحسنات" جلد دوم ص ۸۱ -
- ٣٢٨ - "الفتح ابیاری شرح البخاری" ، ابن حجر ، بحوالہ ماہنامہ "اطهار" کراچی - جولائی ۱۹۸۵ء ص ۸ -
- ٣٢٩ - "تفہیر ابن کثیر" جلد پنجم ، ص ۶۰ - نو محمد کارخانہ تحریفات کتب کراچی -
- ٣٣٠ - سورہ توبہ آیت ۴۰
- ٣٣١ - "تفہیر الحافظ" جلد اول "تفہیر بغوی" بحوالہ "اطهار" کراچی جولائی ۱۹۸۵ء ص ۰ -
- ٣٣٢ - "تفہیر القرآن" جلد دوم ، ص ۱۵۰ -
- ٣٣٣ - "نہیا ر القرآن" جلد دوم ، ص ۰۰۲ -
- ٣٣٤ - "نقوش" رسول نبیر جلد دوم ، ص ۱۱۲ -
- ٣٣٥ - "ضییر الدین لاہوری" ، "بجوہر تقویم" ص ۲۲ - الحفاظ سعیدت بدک عدم قبول ٹاؤن لاہور -
- ٣٣٦ - "نقوش" رسول نبیر جلد دوم ص ۶۶ -
- ٣٣٧ - "سیرت محدثیہ" سراجہ موالہب لدنیہ ص ۶۹ - تاج پریس ، جیہہ راہو -
- ٣٣٨ - "توفی ڈاکجست" ، صحابہ کرام نبیر ، ص ۵۰ -
- ٣٣٩ - سورہ بَمِّنْهُ وَآیت نبیر -
- ٣٤٠ - داری عن عبہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ -
- ٣٤١ - ترمذی ثہریت -
- ٣٤٢ - "منہاج القرآن" نومبر ۱۹۸۶ء ص ۳۳ -

- ۳۹۳ - معارج النبوة فی مدارج المفتواة جلد دوم، ص ۸۶۔ کتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔
- ۳۹۴ - "محفل" (ماہنامہ) لاہور۔ خیر البشر نمبر۔ مارچ ۱۹۸۱ء ص ۲۰۔
- ۳۹۵ - "الوارساطہ" بحوالہ "جار الحق" تالیف مفتی احمد بارخان نصیبی ص ۲۳۔



(قارئین سے گزارش ہے کہ جہاں بھی حصوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
گرامی یا ایسی ضمیریں سے سرکار مدینۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہوں پڑھیں درود و سلام
ہرگز نہ بھولیں۔)



ہندو جوشنی کا پیغام اور اس کا جواب

ہندوستان میں کسی ہندو جوشنی نے کرشن کا زاچھہ بنانکر اور اس پر احکام دلکار کریٹا بات کرنے کی کوشش کی کہ دنیا کی کسی اور ہستی کا زاچھہ اس سے بہترین نثرہ کا انظمار کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ محض اس کے مذہبی عقیدہ کا منظر تھا۔ لیکن اختر امرتسری مرحوم کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس پیغام کے جواب میں حضور سرور کائنات محمد مصطفیٰ عالیہ الحیۃ والثنا کا زاچھہ پیش کر کے اس کے ثابت انسی کی کتابوں کے حوالہ سے بیان کر کے واضح کر دیا کہ اس دنیا میں وہ سبتو صرف حضور مکی ہے جس کی نظیر نہیں۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدائشی زاچھہ سب سے بہتر و برتر ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہندوؤں کے ہاں بھی یہی زاچھہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مفہیم عالم جنتی جو پہلے لاہور سے برسال طبع ہوتی تھی اور اب جاندہ ہر سے شائع ہو رہی ہے اس میں بار بار بھپپ چکا ہے۔ اردو زبان میں علی گنوجہ پر ایک مستند و معروف کتاب "البخاری" ہے۔ جسے مولوی سید محمد مجتبی و مولوی حسین لیں مرحومین نے مرتب کیا اور آدارہ دارالکتب "فیق منزل اندر" ون موچی در دارہ لاہور نے چند مرتبا شائع کیا۔ اس میں بھی یہی زاچھہ درج ہے جو با معاشر بھنی کی تحقیق کے مطابق تاریخ ولادت تسلیم کر کے مرتب کر کے احکام استخراج کئے گئے ہیں۔

ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ بخوبم کے دو سistem اس وقت رائج ہیں، ایک نیا ہاسٹم (زمان مبنی شمس) جو عموماً ہندو جوشنیوں میں رائج ہے۔ اس کے مطابق ۱۲ اپریل کے لگ بھگ سورج بُرج حمل (میکھ) میں داخل ہوتا ہے اور ایک سال بھر میں دو رہ پورا کر کے اُسی مقام پر آ جاتا ہے۔ سورج کی یہ گردش ۳۶۵ دن ۴ گھنٹہ ۹ منٹ اور اسیکنہ میں پوری ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں SIDEREAL YEAR (تنجیمی سال) کہا جاتا ہے۔ لہذا ان کے ہاں سال کا پہلا دن بیکھر بیکھر کو بتاتا ہے۔ (متوفی ۱۱ اگست ۱۹۸۰ء)

جیکہ دوسرا سسٹم سیاناسسٹم کے نام سے موسوم ہے جسے عرف عام میں یونانی بھی کہا جاتا ہے اس کے مطابق عموماً شمس بُرجِ حمل میں ۲۱/۲۰ مارچ کو داخل ہوتا ہے اور ایران وغیرہ میں اس دن کو "نوروز" کہا جاتا ہے ان کا نیا سال اسی دن سے شروع ہوتا ہے۔ ان کے مقابلہ کا نام بھی بُرج کے نام کے مقابلہ حمل کہلاتا ہے۔ یہ سال ۳۹۵ دن ۵ گھنٹہ ۸ م منٹ ۶۴ میکنڈ کا ہوتا ہے جسے

انگریزی میں TROPICAL YEAR (موسمی سال) کہا جاتا ہے۔ ہر دو قسم کے سالوں میں

۲۰ منٹ ۶۴ میکنڈ کا فرق عیا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے اب دونوں سسٹم کے مابین ۲۳/۲۴ ڈگری کا فرق پڑھ کا ہے۔ اس فرق کو اقل تعداد کہا جاتا ہے۔ عموماً پاکستانی جنتر بال سیاناسسٹم کے مقابلہ بھی حصتی ہیں کیونکہ انگلینڈ سے درآمد کی ہوئی جنتریوں کی اکثریت سیاناسسٹم کے مطابق ہے۔ لہذا پاکستان اور گیرینج کے ۵ گھنٹہ فرق سے نقل کردی جاتی ہیں۔ البتہ انگلینڈ میں مرتب ہونے والی زیاناسسٹم کے مطابق

WITHKER'S ALMANIC

ہوتی ہے۔ دونوں طریقوں میں آنا بعده کیوں ہوا ہے؟ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جو ہر شخص کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ البتہ اشارۃ واضح کر دوں کہ اس سیکلوپیڈیا بریتانیکا CYCLOPEDIA میں مرتب ہونے والی زیر عنوان "حمل کا درجہ اول" (FIRST POINT OF BRITANICA)

(ARIES) میں صاف لکھا ہے کہ جب جنتری شمس کو بُرجِ حمل کے درجہ اول پر ظاہر کرتی ہے دراصل سورج اس وقت بُرجِ ہوت کے ابتدائی ۷/۸ درجہ پر ہوتا ہے۔ پونکہ ہندوستانی جو تنسی نے زیاناسسٹم کے مقابلہ زاچھہ بنایا کہ اس کا ختمہ دیا تھا لہذا اختر امرتسری مرحوم نے بھی اسی سسٹم کے مقابلہ مرتبہ زاچھہ پر احکام شمرہ جات اتنی کی کتابوں سے حاصل کر کے لکھے اور ان لوگوں کو لاجواب کر دیا۔

اگرچہ عربوں نے علم ہدایت (نجوم) میں بہت زیادہ ترقی کی تھی نئے سیارے اور ستارے دریافت کر کے ان کے نام رکھے۔ آلات نجوم، اصطلاح ASTELAB وغیرہ بھی ایجاد کئے تھے جس کے نتیجہ میں اب تک ان کے عربی زبان ولے نام ہی امریکیہ برطانیہ اور دیگر ممالک

میں رائج ہیں جیسے آخرالنور، عقرب، الجنب، الغول، الدبران، الفرد، الفرس، النطاق۔
فُلُجوت، الرِّجل، يَدٌ وغیرہ۔

لیکن حضور رسول کریم رواف رحیم نے بخوبی کے احکام کو تسلیم کرنے سے منع فرمادیا۔ جس
کے نتیجے میں مسلمانوں میں علم بخوبی کی رغبت کم ہو گئی۔ اصل وجہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تھی بہتر بہانتا ہے، لیکن ظاہری طور پر پہلے تو دنوں طریقوں میں آنا فوق بہت اور پھر
زیانہ ستم داؤں میں آپس میں بھی بخوبی احتکڑ اخذت انتہا۔ بہت احکام میں بھی فرق ضروری ہو
گیا۔ عدوہ اذیں نفیا تی طور پر غلط ثابت مزب ہونے پر متعینہ شخص ذہبی پریشان ہیں جس
ہو سکتا ہے۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر پیشین گویاں غدر ہو جاتی ہیں کبھی کبھی نشانہ شیک
بھی لگ جاتا ہے۔ امداد سے طلبی عمدت کا جا سکتا ہے یعنی نہیں۔

پھر بھی ایک چینی خوبی کرنے کے لئے علم بخوبی کے ذریعہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیز
اقدس کے اظہار کی خاطر علماء اس کو منیبہ سمجھتے ہوئے اسی علت کی ابانت دلی ہے۔ حضرت پیر
محمد احمد رضوی نے زانجہ مذکور کی مختصر و خودت کے سند میں تحریر فرمایا تھا۔ مضمون یہ تھا
پیر رضوی پر پڑھا جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان میں کوئی شرعی نہیں ہیں۔ (ہبہاںہ سے) البخوبی
ستہرہ نامہ۔

یہ زانجہ ہبہاںہ سے بیل لامبوا کے عدوہ چینہ و پیر رضاں میں بھی طبع ہوتا۔ بعثت حرب
ایک بد نزہب نے ایک عتوں مذکور اس کے حقوق حاصل کر، چاہت تو اختر مسیہ میں جو ملنے
آئے ڈانٹ کر کرنا کہ یہ سجن کریں اور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اصلی فروخت کرنے والے نہیں ہوں۔ کہ
میں محض اسکے سارے بیل کی خوشیزی کیسے دیکھ سکیں۔ سام کو بد معادضہ دوں ہا۔ اللہ تعالیٰ پسے جیب کر
صلی اللہ علیہ وسلم کے سبقتے اختر مذکور کی مساعی مشکور کو قبول فرمائے اور وہ تیار حضور کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی شفعت عظمی سے بہرہ دی فرمائے۔ آجیں بہاہ سید دیوبنی
دشعبان ۱۴۲۷ھ ۲۳ اپریل ۱۹۰۶ء ۱ ابوالحسن خلد مجہوب الہی رشتوں چونیاں۔

اخترا مرتسی

زایچہ اقدس

ولادت با سعادت، کبوانِ رہالت، مشتری بیہت، بہرام

شجاعت، ناہیدِ جمال، شمسِ الصبح، پدر الدجھ، تورالهدی،

صاحب قابِ قویین، سیدِ الکوئین، ختم المرسلین، فخر الادین،

جنابِ محمد مصطفیٰ، احمد محبتبے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفاصیل ولادت

قادیجہ

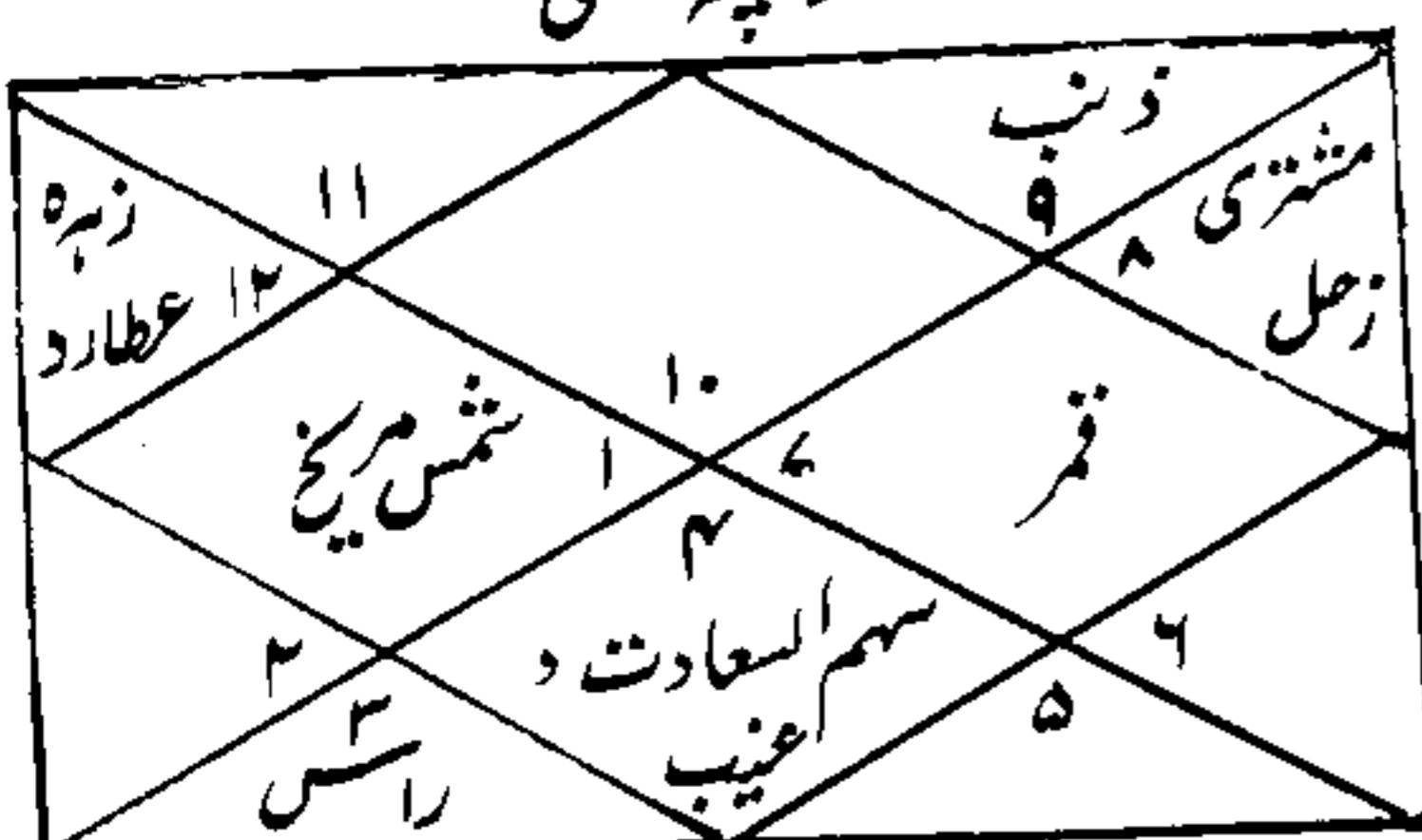
۲۰، اپریل ۱۹۷۴ء تقویم کہنا

۱۲، ربیع الاول ۱۳۵۷ق قبل زہرت
پھیت شدی چھروشی سمٹ بکری

بروز پردار

مقام :
مکہ معظمه

عرض البلد ۴۰°، شمالی - ۲۱°



طول البلد م- شرقی - م

وقت :

گرینچ میں نامم :

اچکبرہ م منٹ ۰ م سینکنڈ شب

مقامی :

ایک بچکرہ ۲۵ منٹ ۳ سینکنڈ قبل طموع

اشکال :

م ۹ گھری ۲۹ پل

یہ اُن کا زاپچہ ہے جن کی تخلیق کی نسبت کچھ اس طرح مذکور ہے کہ اول ماه نویں اللہ نویزی اور پھر اشتاد ہوتا ہے کہ فَهُوَ أَوْلَهُمْ فِي الْمَسْطُورِ وَآخِرُهُمْ فِي الظَّهَرِ۔

پیش از ہمہ ہمہ شاہان غیور آمدہ ہر چند کہ آخوند بظهور آمدہ

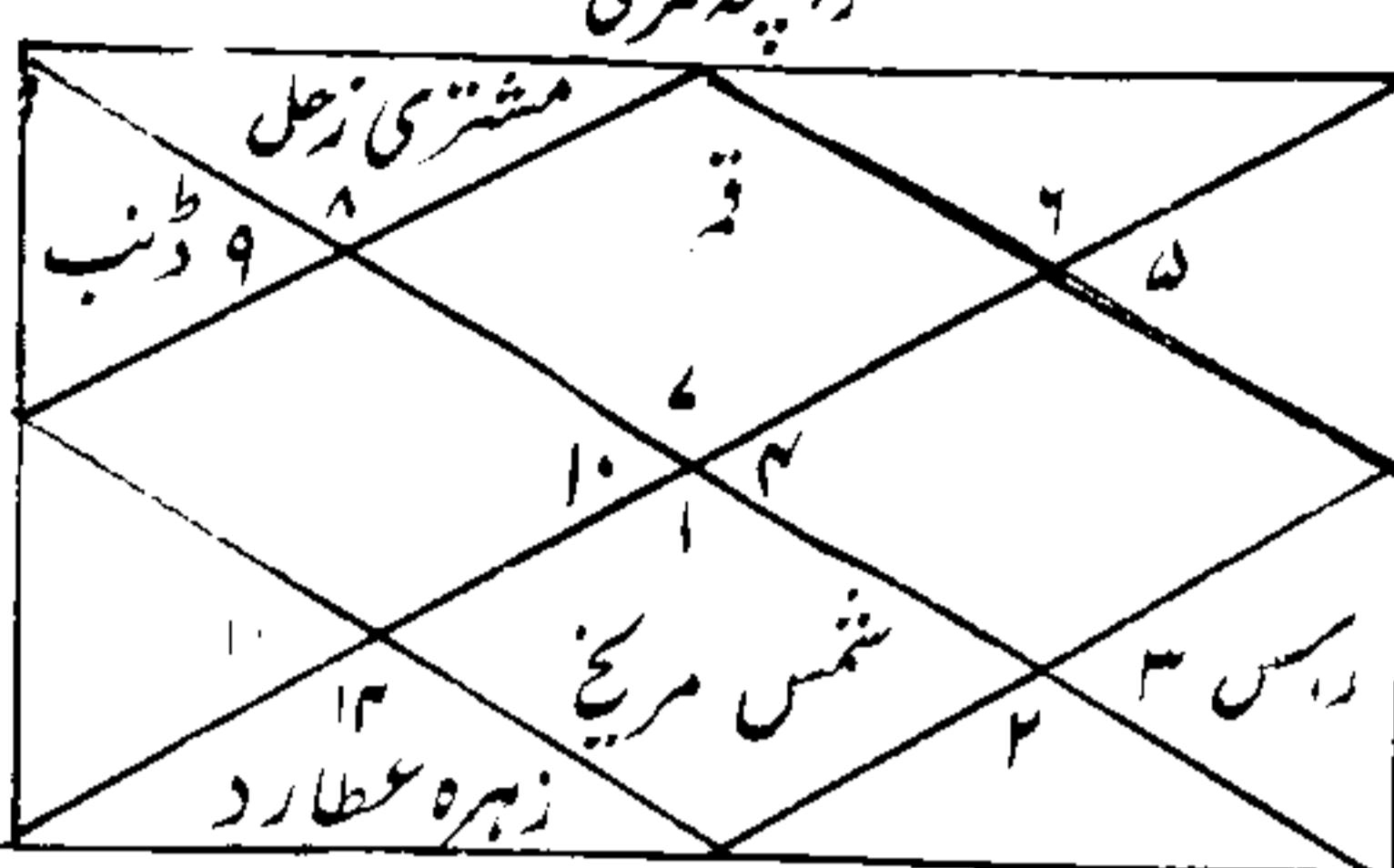
اسے ختم رسیل قریب تو معلوم شد دیر آمدہ زراہ دُور آمدہ :

سورة الجریم مرفوم ہے کہ ہم نے انسان کو بجنی دلی مٹی سے پیدا کیا۔ حدیث ثریف میں مرقوم ہے کہ میں اس وقت بھی نبی نوح اپنے حضرت آدم علیہ السلام پائی اور مٹی کے دینا تھے کسی نے کیا خوب کہا ہے حکم

آدم کا تھا نجیر تھا راظھور تھا

حقاً كَمَسْبَعَ سَبَعَ تَمَاراً هَبَى نُورَ تھا

وہ ذات گرامی جن کی ولادت با سعادت و جسم تخلیق کا نات ہو ان کی نسبت کو اور برج کی بحث سے کیا استنباط کیا جاسکت ہے۔ لیکن بحث کی ضرورت اس وقت آئی ہے جبکہ اہلہ بنہ، علم نجوم جن کی گھنی میں پڑا ہے بالعموم رام اور کرشن کے زیجات ولادت کو اشرف الزیجات قرار دیتے ہیں۔



اُن کے نزدیک ہر دو ائمروں کے روپ، میں بھگوان جلوہ گر ہوا تھا۔ بالفاظ دیگر جب بھگوان کی ولادت بھی سیارگان کی اوضاع سے خالی نہیں پھر دیگر مخلوقات کی پیدائش کو کیونکہ اُن کے اثرات سے میرا سمجھا جائے۔ دوسرا اعتراض جو وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر موئی عکی ولادت کی خبر قبل از وقت سامنی نے دے دی تھی تو حضور اقدس کی ولادت باسعادت کی آمد کی اطلاعات بھی پہیم اور تو اتر سے ملتی ہیں۔ اور پھر ولادت باسعادت بھی تو کسی مخصوص وقت پر وقوع پذیر ہوئی تھی۔ کیا وہ وقت اشرف الاوقات بردنے نجوم ثابت ہوتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہوں گی جن کی بنابر حضرت ابوالمعشر الجنیؒ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زاپچہ مبارک استخراج کیا ہوگا۔ اپنے چھبیس سالہ مطالعہ علمِ نوحہ کی بنیاد پر میں یہ بت دعویٰ کے کہ سکتا ہوں کہ حضور اکرمؐ کی ولادت باسعادت کا وقت یقیناً تخلیق کائنات کے بعد سے تحریک کائنات کے وقت تک سب اوقات سے ارفع واعملی تھا۔ اور میرے دعویٰ کی تصدیق اہل ہند کی جو تنش پستند کتب کریں گی۔ میری نظر میں کرشنا اور رام کے زیجات بھگوان کے نہیں بلکہ جگ دانوں کی ولادت پر دلیل ہیں۔ ان ہر دو حضرات نے اپنی زندگی میں کارہائے مایاں ضرور انجام دئے ہوں گے لیکن معیارِ نبوت ان سے کہیں بلند و بالا ہے۔ حضور اقدسؐ کے زاپچہ ولادت میں چار کو اکبِ مشرف ہیں، لیکن رامپندر جی کے زاپچہ ولادت میں پانچ کو اکبِ شرفیافتہ۔ دولپتے بروج میں پڑے ہیں۔ اور کچھ اسی قسم کی کیفیت کرشنا جی کے زاپچہ کی ہے۔ اتنے مضبوط المخطو کو اکب کے ہوتے ہوئے بھی وہ ہات نہیں ملتی جس کا انہمار تمیں کو اکب کے شرف والا زاپچہ جو مہاتما بدھ کا ہے، کرتا ہے، مہاتما بدھ کے زاپچہ، ولادت میں تمیں کو اکب، ماشمس، دراس اور مذا ذنبِ مشرقی، پڑے ہیں۔ ان تمیں سیاروں کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زاپچہ ولادت میں چوتھا سیارہ جو مشرف ہوابے وہ زہرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پدھر کی تعلیمات اسلامی تعلیمات کا مختص معلوم ہوتی ہیں۔ بُدھ کی تعلیمات حسبِ ذیل ہیں:-

۱ : دیوی، دیوتاوں کی پریش فضول ہے۔ یہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔
۲ : درست اور اک، سچا مقصد، سچی گنتار، نیک کردار اور اکل حلال سے حقیقتی راحت مل سکتی ہے۔

۳ : سخت ریاضت اور عیش و عشرت دونوں بھی انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیتے ہیں۔

۴ : دنیا دھوں اور میسٹوں کا گھر ہے۔ اگر انسان اپنی خواہشات پر تباہ چاہے تو دکھ اور مصیبتیں دُور ہو جاتی ہیں۔

ہر کب بینی جہاں رنگ دبو
ہمکہ از خاکش بُر وید آرزو!

تاریخ کے اور اقی شاہد ہیں کہ آج سے چودہ سو سال پیشہ دنیا کے انسانیت پر گُلرأت ہا عالم ٹاریکی تھا، نہذب و تمدن کے نازک اور حساس پھیلوں، رست و بہبیت کی باد سمو سے مُحبو پچھے تھے جس عمل کے نہ گی بخشنے والے چشمے نشان رکھنے تھے۔ انسانیت کرۂ الرض سے اڑ چکا تھا۔ بہ طرف سبے صینی و براہمنی کے گھٹوں ساتھ ساتھ ایک دنیا کی ٹھیکانہ کا طوفان اُڑ آیا تھا۔ اندر یہ پُرروں ہے نہستہ ہا یو کے چکے تھے۔ اونفس پر ورمی کی ٹھیکانہ کا طوفان اُڑ آیا تھا۔ اندر یہ پُرروں ہے نہستہ ہا یو کے دنا اُمید ہو کر رہ کر آسمان کی طرف اُشتنی تھیں اور پکار کر مسکنی دعویٰ اللہ اکبر تھیں۔

چنانچہ قانون فطرت کے عین مرطاب اس افسردگی و پریم دگی کو ختم کرنے کے لئے فرانس کی چوڑیوں پر اس ربِ ذِ الْعَزَم، کما ابہ رحمت بر سائیں سے طلبہ فی وہ کاشن کی باد سمو عدل و احسان کی جائیگی اُسیم سحری میں بدال گئی۔ حضرت ابوالهم شریعتی اللہ اکبر وقت مسعود ہاڑا چکہ دلادت رکم فرمایا۔ جبکہ آسمان کی فتحوں نے بعد از زیارت کی پیشوں کو مبارک بادی کا تیرے بخت ہند نے یاد ری کی کیونہ اب ترے خوش بصیر بذریعات

کو اس ذاتِ اقدس کی قدیمیتی کی سعادتِ فیض بہوگی جس سے انسانیتِ مشرفت ہوگی۔ انسانی سلسلہِ ارتقاء کی آخری کڑی رونقِ افروز کائنات ہو گئی ہے۔ وہ آئے والا آگیا، جو ملوکیتِ دفترِ نبیت کے نظاموں کی بجائے آئیں فطرتِ راجح کرنے والا تھا، جس کے ظہور سے ایرانی آتشکندوں کی آگ کے الاود سر درپڑ گئے۔

جور و استبداد کی طاغوتی طاقتیں جہنوں نے صدیوں سے لپٹنے پنجے گاڑیے ہوتے تھے، کے پاسے ثبات میں لغزش آگئی۔ باطل کی تاریخیں چھپت گئیں کیونکہ آناتبِ بتوت ط نوع ہو گیا تھا جس کی نسبت اس کے بھیجنے والے نے فرمایا،

إِنَّا أَدْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ
بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا

۵ : نیک اعمال کرنے پر بدلنے سے انسان اپنی خواہشات پر قابو پا بیتا ہے۔

۶ : تمام انسان بچاں ہیں۔ ذاتِ پات کی تعلیم بالکل فضول ہے۔

۷ : جیسا کوئی کرے گا ویسا بھرے گا۔

۸ : ہر انسان کو رحم دل ہونا چاہتے اور بزرگوں کا ادب کرنا چاہتے۔

۹ : جانوروں کی قربانی کچھ معنی نہیں رکھتی۔ اگر کچھ نفع چاہتے ہو تو اپنی قربانی پیش کرو۔

۱۰ : انسانی زندگی ایک ختم نہ ہونے والا چکر ہے۔ اگر انسان نیک اعمال کرے گا، اور اپنی خواہشات پر قابو پالے گا تو اُسے دامی نجات مل جائے گی۔

گوتم بُدھو بھی راج پاٹ کو تیاگ کر اس ذاتِ حقیقی کی تلاشِ اس طرح نہ کرنا اگر اس کے زاچھ و لاوت میں ذہرہ بحالتِ مخصوص واقع ہوتا۔ مگر قدرت کامل نے تو یہ فضیلتِ صرفِ حضورِ اکرمؐ کے لئے ہی مخصوص کر رکھی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: بیا ایساها المزملا فتح الیل الا فدیلا نصفہ او انقض منہ قید بلا او زد علیہ
و تل القرآن تر تبلا و دوسری طرف بدھتے کہ مسلسل چھ برس کی ریاضت سے

بڑیوں کے ڈھانپنے کی شکل میں گی کہ جنگلوں میں بر گد کے تسلیم بیٹھا نظر آتا ہے۔ لیکن غالباً کائنات اپنے محبوب کو کس سیار بھرے انداز میں تاکید فرماتا ہے کہ اسے کافی کمی اور حصہ والے آپ نصف شب یا اس سے کچھ کم و بیش وقت کھڑے رہا کریں۔ اور قرآن پاک کو خوب صاف صاف پڑھا کریں۔ ۱ یہ نایاں فرق بر وے دلائل بخوبی زبردست سے متعلق ہے جو بُردھ کے زانچے میں کمزور اور حضور اقدسؐ کے زانچے میں مشرفت پڑا ہے۔

حضور اکرمؐ کی ولادت با سعادت کے وقت افقِ شرقی پر بُرجِ جدی کا بیساں درجہ طلوع ہوا تھا۔ بُرجِ جدی منتظرہ البر درج کا دسوال بُرج، مثلثہ خاکی کا تیسرا برج ہے۔ بُرجِ مذکور پسلی اور موئیش ہے۔ یعنی اس بُرج کو کہتے ہیں جو بوقتِ شب اگر طلوع ہو تو یا قوت ہو جائے اور موئیش ایسے بُرج کو کہتے ہیں جس میں حیا کا عینصر غالب ہو۔ وہ حضرات جن کی ولادت بُرجِ جدی کے تحت ہوتی ہے بالعموم تنظیمہ بندهی اور نظر و نسق کے زیر و بم کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اعلیٰ کارکردگی کا منظاہرہ ان کے ہائیں ہاتھ کا کرتبا ہوا کرتا ہے ہر بُرج کے تسلیم درجات میں سے کچھ درجات سعد اور کچھ شخص منقصو ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت جدی کا بیساں درجہ طلوع تھا جو حکومی عین سعادت کا رکھتا ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملت ہے اور نظر و نسق چلانے والے ہوں گے۔ چونکہ زانچے میں زبردست آفتاب مشرفت پڑے ہیں۔ لہذا زبردست قسم کے عادل ہوں گے۔ چونکہ بُرجِ جدی مشرب بُرج ہے لہذا اسلامؐ کے تو انہیں انسان پر محسوس نہیں گئے جبکہ ان میں پوچھ لیکاں رکھ کر اسلامؐ کو آئیں فطرت بنا دیا ہے۔ اس لئے بنماڈش کہا کرتا تھا کہ "اسلام ہی وہ نہ ہب ہے جو ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی عملیت رکھتا ہے"۔

متقدہ میں کا قول ہے کہ جب کسی زانچے میں کوئی ایک سیارہ مشرفت پڑا ہو تو وہ شخص بہترین خطیب ہوتا ہے اور اس کے کلام میں شعر کی طرح دلنشیں ہونے والی زبردست کیفیت

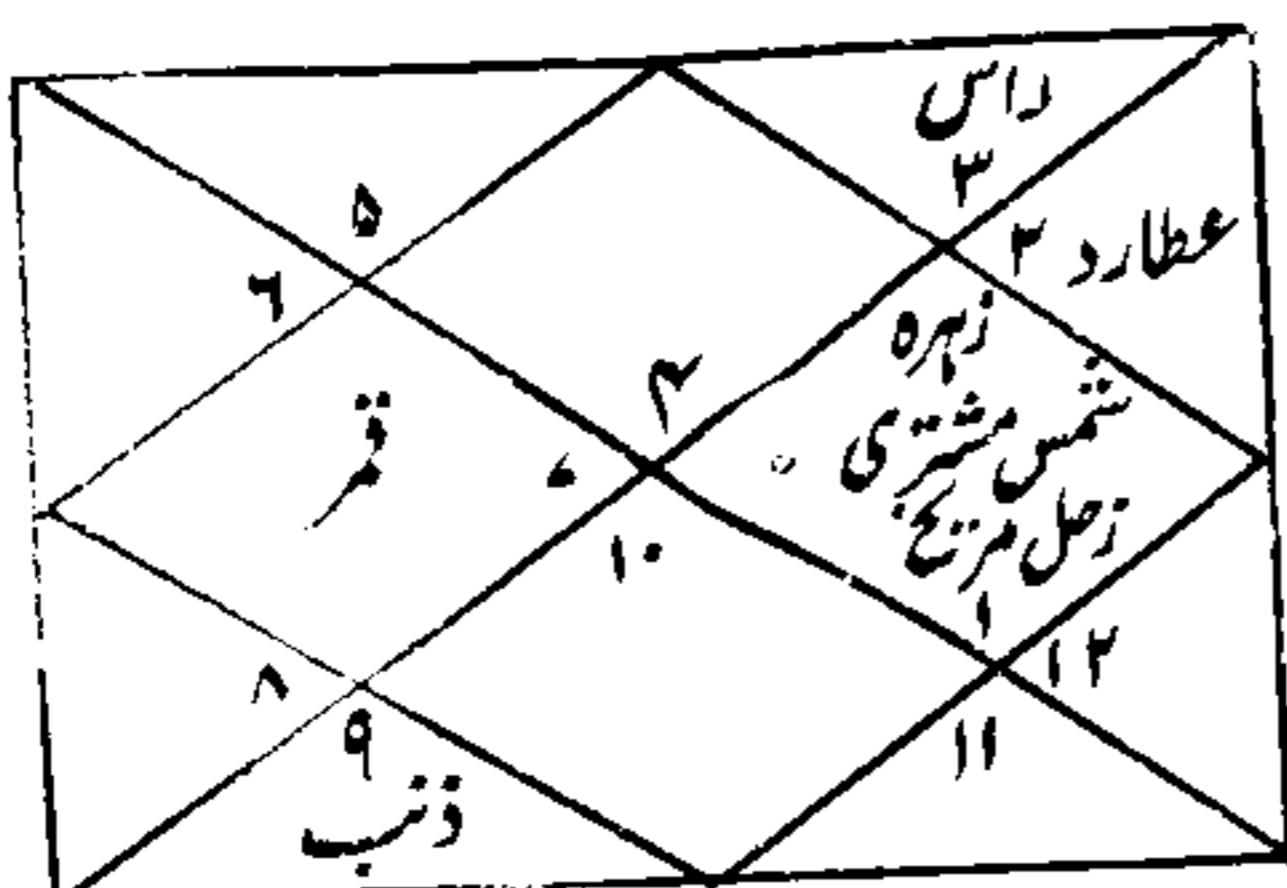
ہوئی ہے۔ وہ شخص بہت اقبال مند، با مراد اور مسعود الطیع ہوا کرتا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں:
سارہ الی باب پنجم، مسرل کا ادھیانے شلوک ساتا ۱۲)

یہ حالت تو ہے اس ایک عام شخص کی جس کے زاپچہ ولادت میں محض ایک ستارہ
مشرف ہو، لیکن جس کے زاپچہ ولادت میں چار کو اکب شرفیافتہ پڑے ہوں تو اس صاحب
زاپچہ کی کیفیت کا کیا کہنا۔ سجحان اللہ۔

ہر زاپچہ میں آفتاب شخصیت اور کوائف ظاہری کی علاحدگی کرتا ہے اور اس امور
باطنی کا منظہر ہوا کرتا ہے جحضور اکرم ص کے زاپچہ اقدس میں ہر دو کو اکب شمس دراں مشرف
ہیں جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور انور حسین ظاہری اعتبار سے ارفع و اعلیٰ تھے،
ولیے بھی باطنی اعتبار سے شرفیافتہ تھے۔ ممکن ہے کہ معترض یہ کہہ دے کہ شمس دراں تو
بُدھ کے زاپچہ میں بھی مشرف تھے۔ اس ضمن میں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ بُدھ بردنے
بخوبی بہت اونچا مقام رکھنے والے چند افراد میں سے ایک ہے لیکن اس کے زاپچہ میں زهرہ
اور مریخ کی کمزوری نے خداوند کریم کی ذات کا واضح اعلان کرنے سے جہاں اُسے باز رکھا
ہے وہاں طالع کے پدل جانتے کے باعث اس میں تنظیم ملی کے رجحان کافتاً ان ہے۔
یاد ہے کہ بُدھ کی ولادت طالع سرطان میں ہوئی تھی۔ اس کا زاپچہ حسب ذیل ہے:

ولادت بُدھ ۲۳ اپریل ۱۷۲۳ء ق میخ

بوقت نصف اللیل
عرض بلده شمالی ۲۵°
طول بلده شرقی ۸۳°



مگر زاپچہ اقدس میں صاحبِ طالع بجانہ بازو ہم واقع ہے۔ جو بنظر کامل طالع اور خانہ نہم

کو ناظر ہے۔ مزید پر آں۔ صاحبانِ ششم، نهم و دهم یعنی عطارد اور زہرہ سے تسلیت میں ہے جو اس امر پر غمازی کرتا ہے کہ حضور اقدس ازحد باحیا، ذمی مردّت اور ملشار ہوں۔ جب سے بات کریں اسے اپنائگر و پیدہ بنالیں۔ صاحبِ ایمان کامل ہوں۔ زحل و مشتری کا خانہ پنجھ میں پوری نظر سے ناظر ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور اقدس کی اولاد زینہ زندہ نہ ہے لیکن اولادِ اماعش ہو۔

حضور اقدس سخاوت میں مشور ہوں۔ اور شہرِ آفاق دیانتدار ہوں مشتری دریازِ دہمہ نا بسچ ہو کر خانجاتِ سوم، پنجھ اور هفتہم کو ناظر ہے جو اس امر پر دلیل ہے کہ آنحضرت بنداقبال، متوسط العمر، نامور اور حاجت روئے عالم ہوں۔ شابان وقت حضور اقدس کا ادب کریں اور ختم کیا تیں۔ مشتری معہ صاحب طالع کے بخانہ دوستاں موجود ہے لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کیا حضور پر پرانہ وار قربان ہونے کو سعادتِ محییں اور خدمتِ گزاری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائے کی فکر میں رہیں۔ مشتری دریازِ دہمہ کثیر الاموال ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے لیکن حالتِ زحل اس امر پر غماز ہے کہ کافی کملی و آرائی ذات پر بہت قلیل خرچ کرے۔ بیویت اثنا عشر پر میں سے طالع قوی سمجھا جانا ہے اور طالع سے دہم قوی تر۔ اس زانچہ مقدس میں قمر بخانہ دہم پڑا ہوا ہے جو تقریباً ہر کائن کی کیفیات کا حامل ہے۔ قمر چونکہ سیارہ جمال ہے لہذا دلیل ہے کہ حضور اکرم ہر کی وہ نہ سببِ ستاروں اور سیاروں میں خوبصورت اور دلکش دکھانی دیں، صاحبِ جمال ہوں۔ جناب امیر استراحت کنندہ بستر رسول علی مرتضیٰ شیر خدا فرماتے ہیں کہ حضور کا پیر اقدس بالکل گول نہیں تھا بلی گولافی نئے ہوئے تھا۔ جناب جابر صہب بن سمرة فرماتے ہیں کہ میں ایاتِ نہ چاندنی رات میں حضور کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت آپ سُرخ جوڑا زیب تن کے ہوئے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کو۔ با آخر اس فیصلہ پر پنچا کہ حضور اکرم چاند سے کمیں زیادہ حسین ہیں۔ جناب ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سے زیادہ خوب و کسی

کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے آفتاب چمک رہا ہو۔ جناب ربیع بنت معتاذ فرماتی ہیں کہ اگر تم حضور کو دیکھتے تو سمجھتے کہ سورج طلوع ہو گیا ہے۔ اور جناب کے عرض بن مالک فرماتے ہیں کہ خوشی میں حضور کا چہرہ مبارک ایسا چمکتا گویا چاند کا لکڑا ہے، اسی چمک کو دیکھ کر ہم آپ کی خوشی کو پہچان جلتے تھے۔ حضرت انس نے کیا خوب کہا ہے کہ حضور تخلّم فرماتے تو دانتوں سے چمک نکلتی ہوتی معلوم ہوتی۔ رشیم کا دبیر یا باریکہ کوئی کپڑا ایسا نہیں ہے جسے میں نے چھووا ہوا اور وہ حضور کی تھیلیوں سے زیادہ زرم اور گداز ہوا۔ ابوہریرہؓ کے نزدیک حضور کا جسم اطہر گویا کہ چاندی سے ڈھلا ہوا تھا۔ یقول جناب علیؑ، زنگت سفید مائل پر سُرخی تھی۔ آنکھیں سیاہ، چمکیلی اور دراز، پنکیاں سیاہ نظریں جھلکی ہوتی۔ گوشہ چشم سے دیکھتے کا جیادا راستہ انداز، سفید حصتے میں سُرخ ڈو رے، آنکھوں کا خانہ لمبا اور قدرتی سُرگمیں، ناک مائل پر بلندی، رخسارے ہموار اور بلکے، گوشت ذرا سائیچے کو ڈھلکا ہوا، دہن مبارک پر اعتماد اول فراخ، ابر و خمدار باریک اور گنجان، جدا جدا، دونوں کے درمیان ایک رگ کا ابعاد جو جوش کے وقت تماں ہو جاتا۔ پیشائی کشادہ جس سے ہمہ وقت مرست جھلکتی تھی۔ پتلی لمبی گردان جیسے موافق سے تراشی گئی ہو۔ زنگ چاندی جیسی، اُجلی اور نوشنا۔ سر متوازن بڑا جس پر قدرتے خمدار بال تھے۔ درمیان میں نکلی ہوئی مانگ نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جسم اطہر پر بال زیادہ نہ تھے۔ یہنے سے ناف تک باول کی باریک لکیر تھی۔ کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے۔ اعضا کے جوڑوں کی ٹہیاں بڑی اور مصبوط، بدن گھٹا ہوا، میانہ قد لیکن جب کسی مجمع میں کھڑے ہوتے تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔

اس مقدار سے زائد میں حسب ذیل اوصایع فلکی موقع پذیر ہوئی ہیں:-

(۱) پری جاتھایوگ (۲) دہانہ یوگ (۳) انا پھاتھیا یوگ (۴) پری پہ بھایوگ (۵) جیایوگ (۶) پتر دمولا دھنایوگ (۷) براتر وردھی یوگ (۸) سری ناتھیوگ۔

پری جاتھا یوگ

صاحب طالع جہاں قابض ہو۔ اس گھر کا مالک اوتاد میں توی الحمال ہو یا طرفیں میں
قابض ہو۔

توضیح

او سط غیر کے بعد صاحب زاچھ کے حالات دن بدن بہتر ہوئے جائیں اور ایک دن اس
کی زندگی میں ایسا آجائے کہ وہ شاہوں سے خراج وصول کرے۔ مولود، جرمی اور بلند حوصلہ
کا مالک ہو۔ اعلیٰ درجہ کا سیاست دان اور زبردست کمانڈر ہو۔ یہ یوگ عام راج یو یو
سے بد رہما بہتر ہے۔

تاریخ کے اور اقشار بد ہیں کہ اسلام کے ظہور سے قبل زمین کے گوشے گوشے بس جبرہ
انتباہ اور جور و جفا کا بازار گرد تھا۔ ایک طرف اگر مطلق العنوان شہنشاہیت اور شخصی
حکومتیں قائم تھیں جن میں کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔ ہوا و ہوس، عیش و غشت
کا بازار گرد تھا تو دوسری طرف مذہبی پشوپی خدا اور اس کے بندوں کے درمیان ستون بن
کر کھڑے تھے۔ یہ مذہبی تحریکیں اپنے آپ کو عام انسانوں سے بالآخر سمجھتے اور جور و استباہ ا
میں شاہان وقت کے کسی طرح کم نہ تھے۔

اسلام نے ایک طرف ان مذہبی پشوپوں کا خاتمه کر کے خدا اور بندے کے درمیان
برہ راست تعلق قائم کر دیا اور دوسری طرف شوریٰ کا نظام قائم کر کے مطلق العنوان پر کاری
ضرب لگائی۔ اور حکومت کا یہ فرض ٹھہرا بایا کہ وہ کوئی کام بھی مجلس شوریٰ کی مرضی کے بغیر ن
کرے اور اس طرح حضور اکرمؐ نے پہلی جمہوری طرز حکومت کی بنیاد رکھی۔ آپ اپنے اصحاب
سے براہ مشورے کرتے۔ بسا اوقات حضور اکرمؐ کی رائے عماۃ کبارے مخالف ہوتی لیکن
حضور اکثریت کی رائے کا احترام فرماتے اور میں سے قبول کر لیتے۔ چنانچہ جنگِ احمد کا واقعہ
اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جہاں حضورؐ نے اکثریت کی رائے کا احترام کرنے والے شر

سے باہر نکل کر کفار سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کریا۔

اسلام نے مجلسی زندگی میں امیر و غریب کی تخصیص ختم کر دی جحضور نے فرمایا کہ اگر فاطمہؓ نے بنت محمدؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص کسی جرم کا اذکار کرتا تو وہ اُسے چھوڑ دیتے لیکن غریب سے وہی جرم سرزد ہونے پر اُسے پُوری پُوری سزادی جاتی۔

محمدؓ نبویؐ کے آخری دور میں عرب کا پھر پھریا اسلامی حکومت کے زیر نگرانی آپ کا تھا۔ عرب سے محققہ علاقے بھی حضورؐ کو کم کی اطاعت قبول کر چکے تھے۔ اس زمانے میں اسلامی سلطنت میں جو علاقے شامل تھے انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) وہ علاقے جو فتح کے نتیجہ میں سلطنتِ مدینہ میں داخل ہوئے۔ ان علاقوں میں حضورؐ اکرمؐ نے اپنے حاکم مقرر فرمائے۔ فتح مکہؓ کے بعد آپؐ نے خالد بن ولید کو وہاں والی مقرر فرمایا۔ حجاج اور بند انبیٰ علاقوں میں شامل تھے۔

(۲) وہ علاقے جو صلح کے ذریعے سلطنتِ مدینہ میں داخل ہوئے۔ یہ وہ علاقے تھے جہاں اسلام سے قبل بادشاہتیں اور اماراتیں قائم تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بادشاہوں اور امراء کو معزول کرنے کی بجائے ان کے عہدوں پر بحال رہنے دیا۔

غیوں ملکی باشندوں کی حیثیت

اسلامی سلطنت میں عربوں کے علاوہ ایرانیوں، رومیوں اور اہل جہش کی بھی آبادی تھی۔ ان میں حضرت سلمان فارسیؓ اور میمن میں مقیم ایرانی قبائل جنہیں انبیاء کے نام سے پکارا جاتا تھا حلقة بگوش اسلام ہوئے۔ رومیوں میں حضرت صہیبؓ رومی اور دیگر متعدد عیسائیوں نے حضورؐ کی متابعت اختیار کر لی۔ اہل جہش میں سے جناب بلاں جہشیؓ اور چنہ دیگر غلام حضورؐ کی غلامی میں داخل ہوئے۔ بیوویوں میں سے حضرت عباد اللہ اور چند دیگر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام نے ان لوگوں سے مکمل مساوات کا سلوک کیا اور عربوں کی اکثریت

کے باوجود ان کی کوئی وقیت نہ رہی۔ کیونکہ خداوند کریم نے حضور اکرمؐ کو تمامِ جہاں کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس لئے حضور اقدسؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ: "تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر تقویٰ کے سوا اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے۔"

اسلامی ریاست کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قویٰ ریاست اور ذات پات اور حسب بکالمحاظ کے بغیر بھی نوع انسان کی خدمت کی جائے۔ کامل مساوات فائدہ کی جائے۔ اس لئے حضرت سعید فارسیؓ کو حضور اکرمؐ علیہ وسلم نے اپنا مشیر خاص مقرر فرمایا۔ حضرت بدال جہشیؓ کو صرف موذن بنانے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ انہیں خازن کا عہدہ جلیلہ سبھی عطا ہوا۔

رسول اللہؐ کا حربی نظام

اس تعماری مطاقتوں کی طرح اسلام نے جنگ کو دوسری قوموں پر تسلط جنمائے کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور نہ جنگ کو انتقام کا ذریعہ بنایا بلکہ جنگ کو بغیر انسانی افعال سے دور رکھنے کے لئے چند صنابطے مقرر کئے جن کو محفوظ رکھنا اسلامی سلطنت کا فرع ہے۔

- (۱) جنگ ہمیشہ مدافعت ہونی چاہئے۔
- (۲) مدافعتہ رداویٰ صرف اس حد تک ہونی چاہئے کہ جارحیت کا سہ باب ہو سکے۔ اور وسیع پیمانے پر بسیار خوزیری نہ ہو۔
- (۳) فریقِ مخالف اگر جنگ سے رُک جائے تو مسلمان بھی رداویٰ بند کر دیں۔
- (۴) جب دشمن صلح کی درخواست کرے تو اسے قبول کر لیا جائے۔
- (۵) لوگوں کو آگ میں نہ جلا دیا جائے اور مخفتوں میں کامشہ کرنا مجاز ہے۔
- (۶) سامانِ رسد روک کر دشمن کو مجبو کا مارنا جائز ہے۔

رہانہ یوگ

صاحب طالع بخانہ بیا زدہم قابلِ پیش ہو۔

توضیح : مولود کے پاس ذرائع نقل و حمل موجود رہیں اور وہ آسودہ حال رہے۔

انا پان تھیا یوگ

اگر مشتری، صاحب طالع، صاحب ہفتہم اور صاحب پنجم کمزور ہوں تو انہا پان تھیا یوگ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

توضیح : مولود کے اولاد نزینہ نہیں ہوتی۔ اگر پیدا ہو سبھی جلدے تو صغر سنی میں ہی وہ اس دارفنا سے کوچ کر جائے۔

پسی پس بروہما یوگ

اگر سعدیتیارے صاحب دوم سے آٹھویں یا بارھویں واقع ہوں یا راس زحل سے ہشتم میں پہنچا ہو تو مولود ماہر علوم ہو۔ سچا اوزنیک شہر ہو۔ دشمنوں پر فتح پا کر سبھی انہیں معاف کر دے۔ ہر کسی کا ہمدرد ہو اور تمام امور نیکی کے ہی سر انجام دے۔ فتح مکہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سلوک اہمیات ان مکہ سے کیا وہ محتاج بیان نہیں۔ اپنے خون کے دشمنوں کو معاف کر دینا جبکہ وہ شکست خورده سامنے موجود ہوں۔ یہ فضیلت حضور اقدس کا ہی حصہ ہے۔

پترو مولا دھنا یوگ

اگر صاحب دوم مشتری کے ہمراہ قابلِ پیش ہو تو پترو مولا دھنا یوگ بنتا ہے جس کی کاٹیر سے مولود بتو سط اپنی اولاد میا پیرو کاروں کے زخمی پر قابلِ پیش ہو جاتا ہے۔

مواتر ورد ہی یوگ

صاحب سوم کے ہمراہ اگر سور واقع ہو یا کوئی سعد بخانہ سوم واقع ہو اور صاحب سوم سے اچھی نظر بنائے تو مولود اپنے برادران حقیقی ہوں یا نسبتی، برادری سے ہوں یا رضا عی

کے تسلط سے بہت بچلے پھولے۔

جیا یوگ

جب صاحبِ ششم ہبھوت بادبال زده ہو۔ اور صاحبِ دهم مشرف، تو مولود خوش خرم ہو گا۔ تمام مہمات میں دشمنوں پر فتح پائے۔ مایوسی اس کے نزدیک گناہ ہوتی ہے۔

سری نانھی یوگ

صاحبِ هفتم قابض بدهم ہو اور صاحبانِ نجم و دہم زاچہ میں کسی جگہ اکٹھے پڑے ہوں تو مولود کے جسم پر مامور من اللہ ہونے کا ثبوت موجود ہوتا ہے۔ جیسے حسنور اکرمؐ کے جسمِ الہم رپر فہر نبوت تھی۔ جتنا مفسوس طیر یوگ ہو گا وباہی اعلیٰ نشانِ جسم مولود پر ہو گا۔ اس یوگ کی اعلیٰ ترین مثال حسنور اکرمؐ ہیں۔

ان اوضاعِ فلکی کے علاوہ چند اوضاعِ قیاسی بھی زاچہ اقدس میں نظر آتے ہیں۔ صاحب طاع بخانہ یا زدہم اور صاحبِ هفتم بخانہ دہم قابض ہو کر خانہ دوم کو دینتے ہیں۔ یہ وضع اس بات پر دلیل ہے کہ جو کوئی حسنور انورؐ کو ایک بار دیکھے اُن کے حسن کو گردیدہ ہو جائے اور جو کوئی انہیں بولتے ہوئے سُن لے وہ اس شریں گفتار کو زندگی بھرنے سمجھوں سکے۔

مریخ صاحبِ چہارم و یا زدہم و تہ الدارض میں بحالتِ غرچہ پڑا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسنور اقدس نہایت ذہنی العقل، صاحبِ فراست، شریۃ آفاق ہوا۔ مگر آفات سے مفارکن کے باعثِ اُقی ہوں شفقت مادر و پدر سے محروم ہو جائیں۔ اپنے آبائی شمرے نقلِ مکافی کریں۔ میں وضعِ فلکی کثرتِ اذدواج پر دلالت کرتی ہے۔ شرفِ شمس اس بات پر دلیل ہے کہ حسنور انورؐ سخنیِ الغلب اور کرمِ النفس ہوں۔ مجالسِ فصاحت میں نہ سرتِ فیصلہ کوکہ افصحِ ابیان اور جو امعن الکلام ہوں۔ زہرہ کا صاحبِ پنجم و دہم ہو کر شرفِ فیاضۃ ہونا دلیل اس امر پر ہے کہ حسنور اکرمؐ پوشیدہ خیرات کرنے والے ہوں۔ زہرہ صاحبِ اولاد،

پونکہ عطارد کے ہمراہ بُرچِ موتت میں واقع ہے لہذا حضورؐ کی اولاد انساث پر دلیل ہے۔ الحاقِ زہرا و عطارد اس امر پر بھی گواہی دیتا ہے کہ حضور اقدس را ہمایہ زندگی سے بچنے اور پیغمبرؐ کی تلقین فرماتے طالے ہوں۔ کیونکہ عمل کا سیارہ زاچھہ میں شرف پڑا ہے۔ عطارد درسوم، فتنہ و فساد و ایذا ادھی کا سبب بناتا ہے۔ خانہ، سوم بارہن عزیز و اقارب سے مسوب ہے۔ لہذا حضورؐ کو کو اپنے ہی عزیز و اقارب سے تکلیف پہنچے۔ اور تکلیف بھی بوجہ تبلیغِ دین ہو کیونکہ عطارد حساب نہم قابلِ درسوم نہم کو بنظر کامل ناظر ہے۔

۵

محمد عربی کہ آپروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاکِ درش نیت خاک بربر کوت

زاچھہ اقدس میں سهم السعادت و سهم الغیب بخانہ ہفتہم ہر درجے پڑے ہیں۔ جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ فی الواقع مدینۃ العلم تھے۔ ماضی، حال، مستقبل کی نسبت کما صدر جانتے تھے۔ عامِ زیکرات میں اگر سهم الغیب کسی بھی وقت میں پڑے جائے تو صاحبِ زاچھہ ہفتہم کے سوالات کے جواب بلا کم و کارت دینے کی مکمل اہمیت رکھتا ہے، خواہ وہ چنان پڑے ہو۔ وہ آنسا سیف زبان ہوتا ہے کہ جو کچھ کہہ دے وہ پورا ہو جایا کرتا ہے۔ بالغاظ دیگر وہ بات ہی وہی کرتا ہے جو ہوتی ہوئی وہ دیکھ لیا کرتا ہے۔ سهم الغیب کے ساتھ سهم السعادت خانہ ہفتہم میں پڑتے اور صاحبِ ہفتہم بخانہ دہم اور صاحبِ دہم زہرا مشرف مقام سهم الغیب سعادت کو عطارد کے ہمراہ بیٹھ کر ناظر ہے جو دلیل اس امر پر ہے کہ حضور نبی کریمؐ جس بیمار کو چھوٹیں اس کی بیماری سبب ہو جائے اور بیمار چشمِ زدن میں تشدیرت ہو جائے، حضرت سعد ابن وقاص، حضرت سلمہ بن اکواع اور جانب سہیل بن سعد چشم دید گواہوں سے روایت ہے غزوہ تہبیر میں جب آپ نے حضرت علیؓ کو علم عطا فرمائے کے لئے یاد فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھوں میں شدید قسم کا آشوب ہے۔ چنانچہ سلمہ بن اکواع جانب علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لائے جنورؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا العابِ قلنفل دیا اور دم فرمایا۔ وہ اسی وقت

اچھی ہو گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ غزوہ حینہ میں جناب خالہ بن ولید کے پاؤں میں زخم آگیا جب لڑائی ختم ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب کی اقامت گاہ پر تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت کچاودہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے ان کے زخم پر ایک نگاہ ڈالی اور لعاب دہن ڈال دیا۔ زخم اچھا ہو گیا۔ سبحان اللہ۔ لعاب دہن کیا تھا آب حیات سے سوا تھا۔ کھاری کنویں میں ڈالیں تو وہ اپنی کھار چھوڑ کر میٹھا بن جائے لعاب دہن تو لعاب دہن تھا۔ اس شیریں گفتار کے قول اور فرمان کی تاثیر مدحظہ فرمادیں۔ اب انہا ہضوہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طالبِ بیانی ہوا جحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو عبر کرو کہ یہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا مار رسول اللہ مُدعا کیجئے جسنوں تے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دُعا مانگو کہ خداونما! اپنی رحمت والے پیغمبر کے دید سے میری حاجت پوری کر دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور فوراً اچھا ہو گیا۔ ایک دو اشناہ اور مدحظہ فرمائیے۔ حضرت عبد اللہ بن عتیق قلعہ میں داخل ہو کر جب ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اپنے آنے لگے تو کوئی ٹھیک کے زینت سے گر پڑے۔ جس سے ان کی ایک ٹانگ میں سخت چوٹ آئی۔ پہلے پہل تو چوٹ کی شدت محسوس نہ ہوئی بلکہ تھوڑے وقت کے بعد نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمہارا اقد عرض کیا۔ آپ نے اس کی ٹانگ پسخ کر دیا اور وہ فوراً بالکل اچھی ہو گئی اور یوں معلوم ہونے والے کہ کبھی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔ اسی طرح غزوہ خیبر میں تلوار کا ایک گہرا زخم جناب سلمہ بن اکوع کی ٹانگ پر لگ کیا۔ وہ آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے اس پر تمیں مرتبہ دمکیا۔ پھر

انہیں کوئی تخلیق باتی نہ رہی صرف زخم کا نشان باقی رہ گیا تھا سُجَان اللہ: (ماہنامہ
سلبیل، فروری ۱۹۶۶ء ص ۶۴ - ۷۰)

ماہنامہ سلبیل فروری ۱۹۶۶ء

مفہیم عالم جنتری ۱۹۵۶ء

مفہیم عالم جنتری ۱۹۶۲ء

رسالہ "النجم" ستمبر ۱۹۶۳ء

صفحہ ۱۲۸ سے آگے

باقیہ: حواشی

حواشی

۱۔ یونس ۱۰: ۵۸: ۲۷ہ الاحزاب ۳۳: ۳۶

۲۔ الامیار ۲۱: ۱۰۴: ۲۹ہ الصحنی ۹۳: ۱۱

۳۔ مسلم شریف

۴۔ "حمد و لعنت" - مرتب راجارشید محمود، حصہ دوم ص ۱۲، مکتبہ ایوانِ نعمت ٹیوشا لاما
کالونی لاہور۔

۵۔ بخاری شریف ۲: ۶۳: ۶۷ہ فتح البیاری ۱۳۵: ۹

۶۔ میلاد البنی، مرتب راجارشید محمود، حصہ اول، ص ۳۲ - ۳۳

۷۔ ایضاً

۸۔ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب "محقریرۃ الرسول"، ص ۳ مطبوعہ جبل

۹۔ ابن جوزی - مولہ الغروس - ص ۹ مطبوعہ دارالکتب بیروت (لبنان)

۱۰۔ مکتوبات مجدد - جلد سوم، ص ۲، ۱۱۔ ۱۱۔ ایضاً

۱۱۔ الدر الشیعیں ص ۳۰ بحوالہ منہاج القرآن (ماہنامہ) نومبر ۱۹۵۶ء ص ۹۱

۱۲۔ فیصلہ هفت مسند، ص ۵ مطبوعہ قیومی پریس کانپور

بارھوں ربیع الاول اور سعرا کرام

شعراء کرام نے بارہ ربیع الاول کو اپنے نعتیہ کلام میں بڑے تھوڑے صورت انداز میں
نظم کیا ہے۔ چند ایک اشعار طبع رفوانہ مل حظہ ہوں۔

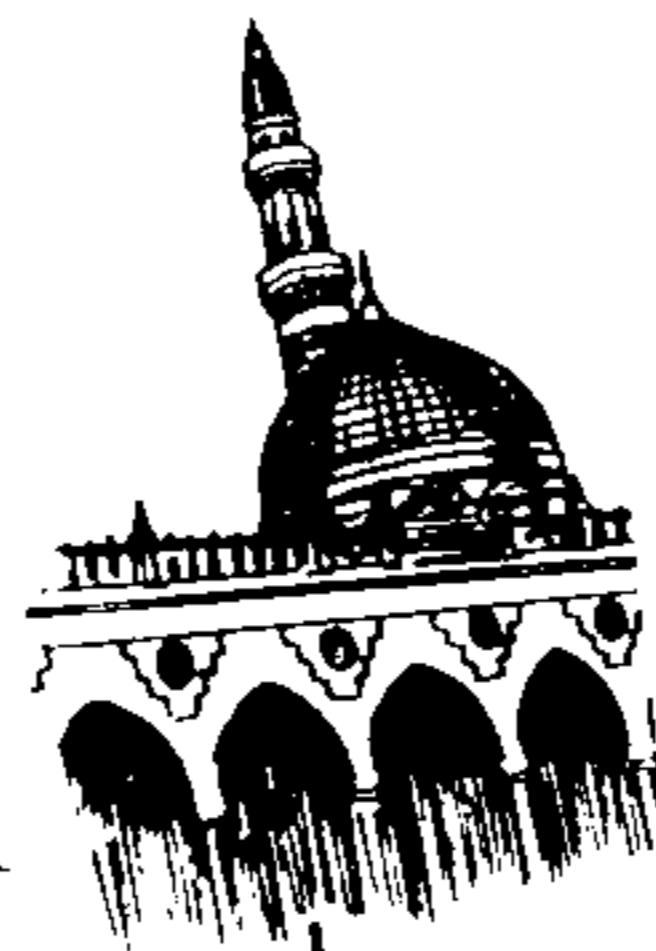
ربیع الاول امیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دعاوں کی قبولیت کو با تھوں با تھ لے آیا
خُدائِ ناخُدائی کی خود انسانی سفینے کی
کرمت بن کے چھانی بارھوں شب اس میئنے کی
(ابوالاثر حفیظ چاند ھری)

محربے یہ ربیع الاولیں کی بارھوں شب کی
یہی تو وقت ہے تکمیل ممتاز رسالت کا
(میر افغان کاظمی امروہی)

ربیع الاولیں کا پاک و خوش منظر مہیا تھا
یہ روشن چاند شرح آیت "نور مینا" تھا
مبارک بارھوں تاریخ تھی اور پیر کادن تھا
شرف کی رات عزت کی سحر تو قیرہ ہادن تھا
(علامہ صبیا ر الف قادری)

اہل دل جلتے ہیں شانِ ربیع الاول
 آنکھ والوں کو بے عرفانِ ربیع الاول
 ہر نمیتے پر فضیلت ہے مدارج میں اسے
 ہر نمیتے ہے شاخوانِ ربیع الاول
 اس کی جو بارھوں تاریخ ہے تاریخ ہے
 یہی دن ہے بندِ اجانِ ربیع الاول

(عزیز حاصلپوری)



ہزار عید سے بھاری ہے بارہویں تاریخ

صحاب رحمت باری ہے بارہویں تاریخ
 کرم کا چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ
 ہمیں تو جان سے پیاری ہے بارہویں تاریخ
 عدوت کے دل کو کٹا ری ہے بارہویں تاریخ
 اُسی نے موسمِ گل کو کیا ہے موسمِ گل
 بہارِ فصلِ بھاری ہے بارہویں تاریخ
 بنی ہے سُرمه چشمہ بصیرت و ایمان
 اُٹھی جو گردِ سواری ہے بارہویں تاریخ
 ہزار عید ہوں ایک ایک لخطہ پر قربان
 خوشی دلوں پر وہ طاری ہے بارہویں تاریخ
 فدک پر غشش برپا کا گمان ہوتا ہے
 زمینِ خلد کی کیاری ہے بارہویں تاریخ
 نماز ہو گئی میلادِ انبیاء کی خوشی :
 ہمیشہ اب تری باری ہے بارہویں تاریخ
 دلوں کے میل وحدتِ گل کھلے سرور ملے :
 عجیب چشمہ جاری ہے بارہویں تاریخ
 چڑھی ہے اوج پر تقدیرِ خالساروں کی :
 خدا نے جب سے آتا ری ہے بارہویں تاریخ

خدا کے فضل سے ایمان میں ہیں ہم پورے
 کہ روح میں ساری ہے بارھویں تاریخ
 ولادت شہر دیں ہر خوشی کی باعث ہے
 ہزار عبید سے بخاری ہے بارھویں تاریخ
 ہمیشہ تو نے غلاموں کے دل کئے ٹھنڈے
 جلے جو تجویز سے وہ ناری ہے بارھویں تاریخ
 خوشی ہے اہل سُنن میں مگر خدوں کے یہاں
 فغان و شیون وزاری ہے بارھویں تاریخ
 جدھر گیا سُنی آواز یا رسول اللہؐ
 ہر ایک جگہ اُسے خواری ہے بارھویں تاریخ
 عدوٰ ولادت شب طال کے دن منائے خوشی
 کہ عبید، عبید بخاری ہے بارھویں تاریخ
 حسن ولادت سرکارؒ سے ہوا روشن
 مرے خدا کو بھی پیاری ہے بارھویں تاریخ
 (مولانا حسن رضا خان بر ملبوی رحمۃ اللہ علیہ)

پیارے نبی حَلَّ عَلٰی پیدا ہوئے

لو امُھُو، حضرت محمد مصطفیٰ پیدا ہوئے
امتی گو، شافع روزِ حجہ زا پیدا ہوئے
سب سے پچھے ہیں مگر سب سے مقدم خلت ہیں
پیشو اوس گردہ انہیاں پیدا ہوئے
دن دو شنبہ کا تھا وہ اور باہوں تاریخ تھی
صحیح صادق تھی کروہ شمس الصنیع پیدا ہوئے
نور سے ان کے منور ہو گئے ارض و سماں
جن کے نور پاک سے ارض و سماں پیدا ہوئے
سب پیغمبر لائے جن کی آمد آمد کی خبر
آج وہ سلطانِ نعمتِ الالہیا گر پیدا ہوئے
آسمانوں سے سوا، رُتبے میں ہے وہ رہیں
جس جگہ وہ باعثِ ارض و سماں پیدا ہوئے
بعد آدم مشش و بفصد و پنجاہ سال :
جب ہوئے پورے تو وہ نورِ خدا پیدا ہوئے
میہج کر حافظ نبی پاک پر بھیجو درود :
یوں کہو پیارے نبی حمل علی پیدا ہوئے
(حافظ پیغمبری)

میلاد کی شرعی تشریف

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جمل مجدہ نے ارشاد فرمایا :

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِوَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلِيَفْرَحُوا
”

آپ فرمادیجئے کہ (ایمان والو) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر نوشی کرو۔

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے مراد حضور نبی کرم علیہ الصلوٰۃ والمتیم کی ذات اقدس ہے۔ جیسا کہ ارشادِ رب ابی ہے، بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَنَّ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۚ ۝ ٹومنوں کو بشارت ہو کہ آپ کی ذات ان پر اثر کا سب سے بڑا کرم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمت ہونے میں کوں شک کر سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلنَّاسِ ۝ رحمت باری تعالیٰ اور فضل خداوندی پر فرجت و انبساط کا اظہار کرنا رب ذوالجلال کے حکم کی تعمیل کرنا ہے۔ چونکہ حضور سید امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بزم گفتگی میں قدم رنجبر فرمانا اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے۔ اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس یوم سعید کو اس دنیا سے آپ گل میں تشریف لائے اُس دن مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایتھا جو درست کی ہر ممکن صورت اختیار کریں۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر منقدس کریں۔ کیونکہ اللہ بنارک دل تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدَّثْتُ بِهِ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب

چرچا کرو)

بخاری تشریف کے مطابق حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والمتیمات نعمۃ اللہ ہیں۔ اس لئے یوم میلاد کو حضور پاک صاحبِ ولاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوب ذکر کرنا چاہئے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً ہر پر کو روڑہ رکھا کرتے تھے جیسا کہ

حضرت ابو قاتدہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :
انہ سئل عن حبیا میر یوم الاشتین فقال ذلك يوم ولدت
فیه و انزلت علیٰ فنیہ النبوة ۵

”حضرور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ایضا ہوئی۔“

اس سے واضح ہو گیا کہ حضور نبی کرم علیہ الصلوٰۃ وال تسیم ہر ہفتے میں ایک بالعینی پیر کے دن اپنی میلاد منیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی آپ کی ولادت کا ذکر کر کے انظہار مرستت کیا کرتے تھے۔ حاکم د طبری میں ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ توبک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کو اجرازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔ انہوں نے آپ کے جونعت پڑھی اس کے دو شعر مذکورہ فرمائیے :

وَأَنْتَ لَنَا وُلِدْتَ . أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتِ بِنُورِكَ الْأَفْوَقُ .
فَتَحَنَّتِ فِي ذِلِكَ الْحِتْيَاءِ وَفِي التُّورِ وَسَبَلَ الْرَّسَّالِ وَخَتَرَقَ

ترجمہ : ” اور جب آپ پیدا ہوئے آپ کے نور سے زمین چمک آٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔ تو ہم اسی ضیار و نور میں ہیں اور بدایت کے استوں

پر چل رہے ہیں : ”

میلاد تشریف پر فرحت و مرستت کا انظہار کرنے والوں پر رب کرم کا فضل والعام ہوتا ہے۔ بخاری تشریف میں ابوالہب کے مرجانے کے بعد بعض لوگوں کو خواب میں ملنے کا واقعہ موجود ہے۔ جب ابوالہب کو اس کی کنیز ثوبیہ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السَّلَامُ وَاٰلُهُ وَسَلَّمَ کی ولادت کی نوید سنائی تو اس نے ثوبیہ کو اس خوشی میں آزاد کر دیا۔ حضرت عروہ رضی اللہ

عنة فرماتے ہیں :

فلمامات ابوالھب اریہ بعض اہلہ بشو حیۃ قال له
ما ذا القیت قال ابوالھب لمر المق بعد کم غیر اپنی سقیت
فی هذلا لعتا قتی ثویۃ ۷

”ابوالھب کے مرنے کے بعد اہل خانہ میں سے بعض لوگوں نے اسے خواب میں
بُری حالت میں دیکھا اور اس سے پوچھا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا یہاں
میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ کبھی اس سے راحت نہیں ہوتی۔ ہمارے
محظوظ اسا سیراب کیا جاتا ہوں۔ اس لئے کہ میں نے (حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثویہ کو آزاد کر دیا تھا۔“

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے :
ذکر السهیلی ان العباس قال لما ابوالھب رأيته في منامي
بعد حول في شرحال فقال ما بقيت بعد كم راحة الا ان
العذاب يخفف عنى في كل يوم اثنين . قال و ذلك ان النبي
صلی الله علیہ وسلم ولد يوم الاثنين وكانت ثویۃ
بشرت ابوالھب بمولده ما عتفتها . ۷

ترجمہ : ”سہیلی نے ذکر کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
ابوالھب جب مر گیا۔ تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ
بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہے ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی راحت
نصیر نہیں ہوئی۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھے سے
عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ اس وجہ سے
کہ بنی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہونے اور ثویہ نے
ابوالھب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔
تو ابوالھب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔“

یہ روایت امام عبد الرزاق الصعافی نے المصنف میں (جلد ۸، ص ۸۰) حافظ نے الدلائل میں، ابن کثیر نے "السیرۃ النبویة من البدایۃ" (جلد ۱، ص ۲۲۴) میں، ابن الدیع الشیبانی نے حدائق الواری میں (ج ۱، ص ۱۳۴) میں، حافظ البغومی نے شرح السنۃ (ج ۹، ص ۶۰) میں، ابن ہشام اور سیلی نے الروضۃ الانف (ج ۵، ص ۱۹۲) میں، العاشری نے بحجه المحافل (ج ۱، ص ۱۲) میں روایت کی ہے۔ بھیقی کہنے ہیں کہ یہ روایت جو اگرچہ ایک رسول روایت ہے، قابل قبول ہے، کیونکہ امام بنخاری نے اسے نقل کیا ہے۔

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین المشقی فرماتے ہیں : "یہ ایک کافر تھا۔ اس کی خدمت میں یہ آیت نازل ہوئی (قَبَّتُ يَدِيْ) اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے وہ ہمیشہ جسم کی آنکھ میں جلتا رہے گا۔ روایت میں ہے کہ پیر کو اس کا عذاب ہمیشہ بلکا کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اسے خوشی ہوئی تھی۔ لہذا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے کہ ساری عمر حضرت احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوش رہا اور ایک موعد کی حیثیت سے اپنے اللہ سے جامد رہا۔"

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے لخت جگر شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی نے بھی لکھا ہے : "ابولہب کافرنے ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اپنی کنیزِ ثویہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر پیر کو سکون بخش مشروب چھوئے کو ملتا ہے تو اس موحد مسلمان ہیا حال ہو گا جو میلاد البنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منائے۔"

محمد بن حوزی نے یہ روایت اپنی کتاب "مَوْلِدُ الْعَرْوُس" میں نقل کی ہے :

وَمَنْ أَنْفَقَ فِي مَوْلِدِهِ دِرْهَمًا كَانَ الْمُصْطَطَفُ فِي صَلَوةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَافِعًا وَمُشْفَعًا وَأَخْلَفَ اللَّهَ عَلَيْهِ بَحْلَ دِرْهَمٍ عَشَرًا۔

ترجمہ : "جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد میں ایک درہم خرچ کیا تو

حضرت محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے شافع مشفع ہوں گے اور میلاد میں خرچ کے لئے گئے ہر درہم کے عوضِ اللہ تعالیٰ اس کو دس درہم زیادہ ثواب ٹواب عطا فرمائے گا۔"

حضرت محمد دالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ،

"۱۶۔ ربیع الاول کو ہم نے نیازِ نبویؐ کے لئے قبیل قسم کے کھانے پکانے اور ایک محفلِ مرثت قائم کرنے کو کہا۔" ۱۶

اسی مکتوب میں آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں کہ ،

"اپھی آواز کے ساتھ فرآن، قصیدے، نعت، تبریع اور فضائل بیان کرنے میں کیا مرتباً فرق ہے؟" ۱۶

"الدُّرُّ الشَّمِين" میں حضرت شاہ ولی اللہؓ اپنے والدگرامی حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں ،

"میں ہر سال ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا۔ لیکن ایک سال میں کھانے کا انتظام نہ کر سکا۔ ہاں کچھ بھینے ہوئے چنے لیکر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی خوشی کی حالت میں تشریف فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہی چلنے رکھے ہوئے ہیں۔" ۱۶

حاجی امداد اللہ مہاجر گلی "فیصلہ ہفت مسکدہ" میں فرماتے ہیں :

"اوہ شرب فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مؤلمہ میں شرکیک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۃ برکاتِ سمجھ کر ہر سال منعقدہ کرتا ہوں اور قیام میں لطفِ ولذت پاتا ہوں۔" ۱۶

حوالشی صفحہ ۱۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com